ماہنامہ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

فروری 2020ء

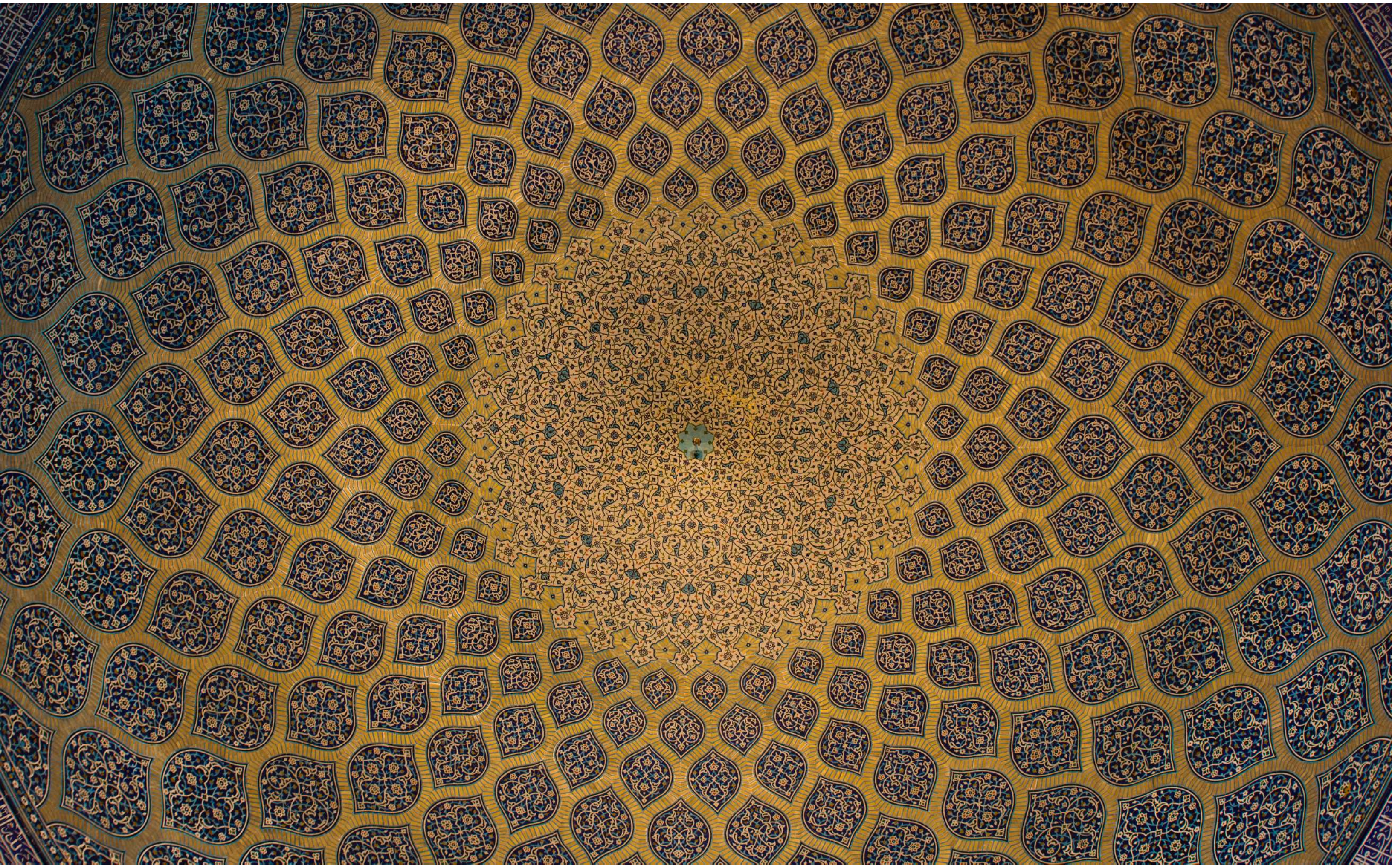

”یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔“

(حضرت مسیح موعودؑ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے :

”پس کوئی معمولی روح نہیں مانگی گئی تھی بلکہ ایک نشان مانگا گیا تھا۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیت کے حامل بیٹے کی پیدائش کی خبر دی،

ایک ایسے فرزند جلیل کی خبر دی گئی جو عمر پانے والا ہوگا، نہایت ذکی اور فہیم ہوگا، صاحب شکوہ عظمت اور دولت ہوگا،

قومیں اس سے برکت بائیں گی، وہ علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا،

کلام اللہ یعنی قرآن کریم کا نہایت گہرا فہم اس کو عطا ہوگا

اور اس خداداد فہم سے کام لے کر وہ قرآن کی ایسی عظیم الشان خدمت کی توفیق پائے گا کہ کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو۔

وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا، وہ عالم کباب ہوگا۔ یعنی اس کے دور حیات میں ایسی عالمگیری تباہیاں آئیں گی جو سب دنیا کو بھون کر رکھ دیں گی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ جنوری ۲۰۱۹ مطبوعہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مورخہ ۲۵ جنوری ۲۰۱۹، صفحہ ۵)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مصلح موعودؓ نمبر

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

فروری 2020ء   جلد نمبر 49   شمارہ 2

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری
نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	عزمِ نو: نئے سال کے آغاز پر خوشی منائی جائے یا فکر کیا جائے؟ پیغام از مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا	17
☆	انسانوں اور حیوانوں میں فرق از شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	19
☆	مصائب کے دور میں الٰہی جماعتوں کی ترقی کے راز: حضرت مصلح موعود رضی تعالیٰ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں	20
☆	وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے ہوگا از مکرم مولانا طارق حیات صاحب	24
☆	اے فضلِ عمرؓ تیرے اوصاف کریمانہ: چند یادیں از مکرم خلیل احمد چوہدری صاحب مرحوم	26
☆	امن کا راستہ: ہتھیاروں کے استعمال سے گریز از مکرم طارق حیدر صاحب	29
☆	خدا تعالیٰ ہمیں کینیڈا کیوں لایا؟ از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	31
☆	جنگِ عظیم کے شہداء کی یادگار منانے کا دن از محمد اکرم یوسف	32
☆	رپورٹ جلسہ سیرت النبیؐ نیو مارکیٹ جماعت	35
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	36
☆	تصاویر: شعبہ تصاویر کینیڈا	

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

لَاۤ اُقۡسِمُ بِھٰذَاالۡبَلَدِ٥

وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِھٰذَاالۡبَلَدِ٥

وَوَالِدٍ وَّمَاوَلَدَ٥

لَقَدۡ خَلَقۡنَاالۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ٥

(سورۃ البلد 90:1-5)

ا۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

۲۔خبردار! میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔

۳۔جب کہ تو اس شہر میں (ایک دن) اُترنے والا ہے۔

۴۔اور باپ کی اور جو اُس نے اولاد پیدا کی۔

۵۔یقیناً ہم نے انسان کو ایک مسلسل محنت میں (رہنے کے لئے) پیدا کیا۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رُسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: یَنۡزِلُ[1] عِیۡسَی بۡنُ مَرۡیَمَ اِلَی الۡاَرۡضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوۡلَدُلَہٗ وَیَمۡکُثُ خَمۡسًاوَاَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوۡتُ فَیُدۡفَنُ مَعِیَ فِیۡ قَبۡرِیۡ فَاَقُوۡمُ اَنَاوَعِیۡسَی بۡنُ مَرۡیَمَ فِیۡ قَبۡرٍوَاحِدٍ بَیۡنَ اَبِیۡ بَکۡرٍوَعُمَرَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عیسیٰ بن مریمؑ جب نزول فرمائیں گے تو شادی کریں گے، ان کی (بشارتوں کی حامل) اولاد ہوگی۔ (دعویٰ ماموریت کے بعد) (45) پینتالیس کے قریب رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پس مَیں اور عیسیٰ بن مریمؑ، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ایک قبر سے اٹھیں گے۔ (یعنی روحانیت اور مقصدِ بعثت کے لحاظ سے ہم چاروں کا وجود متحدہ الصفات، اور ایک ہوگا۔)

---

[1] عِیۡسٰی عَلَیۡہِ السَّلَامُ یَنۡزِلُ فِیۡنَا مِنۡ غَیۡرِ تَشۡرِیۡعٍ وَھُوَ نَبِیٌّ بِلَا شَکٍّ۔

[1] عیسیٰ علیہ السلام ہم میں نازل ہوں گے بغیر کسی شریعت کے، لیکن وہ بلاشک نبی ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف۔ باب نزول عیسیٰ بن مریم ، کتاب الوفاء۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 953، صفحہ 901-902)

پیش گوئی مصلح موعود

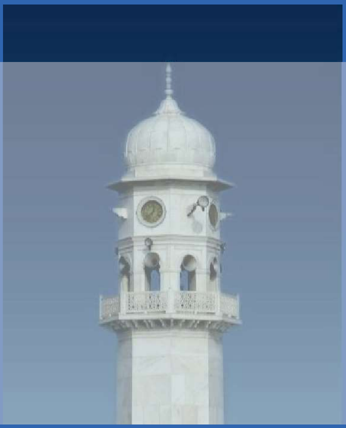

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں ''مصلح موعود'' کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

''بِالْھَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِعْلَامِہٖ عَزَّ وَ جَلَّ خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَأْنُہٗ وَ عَزَّ اسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عَنْمُوائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدّس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزندِ دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَ الْآخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ کَأَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل، صفحہ 100-102)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ یکم نومبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم نومبر 2019ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، سرے، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ دنوں میں یورپ کے بعض ممالک کے دورے پر گیا تھا جہاں ہالینڈ اور فرانس کے جلسہ سالانہ ہوئے، مساجد کا افتتاح ہوا۔

فرانس میں یونیسکو کی عمارت میں ایک تقریب ہوئی جس میں اسلامی تعلیم اور سائنسی ترقی میں مسلمانوں کا کردار بیان کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح برلن، جرمنی میں وہاں کے سیاست دانوں اور پڑھے لکھے طبقے کے سامنے اسلامی تعلیم پیش کرنے اور اس غلط تصور کو رد کرنے کا موقع ملا کہ اسلام یورپ کے تمدن اور تہذیب سے متصادم ہے۔

الحمدللہ کہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل دیکھنے میں آئے۔ اس وقت میں مختصراً بعض غیروں کے تاثرات بیان کروں گا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو اسلام کی تعلیم سمجھنے اور اپنے تحفظات دور کرنے کا ہر جگہ موقع ملا۔

ہالینڈ میں جلسے کے دوسرے دن ڈچ مہمانوں سے خطاب میں 125 ڈچ مہمان شامل ہوئے۔ نن سپیٹ جو جماعت کا مرکز ہے وہاں کے کونسلر نے کہا کہ پہلے میں یہاں آنے کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن آہستہ آہستہ تعلقات اچھے ہوگئے۔ حضورِانور نے فرمایا کہ یہ میرے استقبال کے لیے بھی آئے ہوئے تھے۔

اسی طرح ایک مہمان نے کہا کہ میں جلسے پر آتے ہوئے گھبرا رہا تھا کہ مسلمان اکٹھے ہو رہے ہیں، لیکن بڑی حیرت ہوئی کہ یہاں امن کی باتیں ہو رہی ہیں۔

ایک ڈچ میاں بیوی نے جلسے کے ماحول کو جنت نظیر قرار دیا اور مترجمین کے کام کو سراہا۔

ایک مہمان نے بتایا کہ چار سال قبل وہ ایک ادارے میں ڈچ زبان سکھاتے تھے۔ وہاں ان کی ملاقات ایک پاکستانی فیملی سے ہوئی اور یوں جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے خلیفہ امن کی باتیں کر رہے ہیں اور کسی مسلمان رہنما سے یہ باتیں سننا بڑا متاثر کن ہے۔

المیرے شہر جہاں مسجد کا افتتاح ہوا وہاں کے چرچ کے چیئرمین نے جماعت کے پیغام کو امن کا پیغام قرار دیا اور کہا کہ آپ کے خلیفہ نے امن اور مذہبی آزادی پر بہت ہی اچھی تقریر کی۔

ایک عرب مہمان زکریا صاحب نے کہا کہ آپ کے پروگرام کے آغاز میں تلاوت قرآن کریم کی گئی جو ان ملکوں میں رہتے ہوئے عجیب بات تھی اور عرب ہونے کے ناطے مجھے بہت اچھی لگی۔

فرانس کے دورے کے متعلق حضورِانور نے فرمایا کہ وہاں غیر احمدی، غیر مسلم مہمانوں کے ساتھ نشست میں 75 کے قریب مہمان شامل ہوئے۔

وہاں ایک انتھراپولوجسٹ خاتون نے کہا کہ امام جماعت احمدیہ نے اسلام کی جو حقیقی تصویر پیش کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آسانی سے مغربی ممالک میں انٹیگریٹ (integrate) ہو سکتے ہیں۔

ایران کے مرتضیٰ صاحب نے کہا کہ آج پہلی دفعہ خلیفۃ المسیح کے سٹیٹس کا علم ہوا، لوگ دنیا بھر میں اسلام کے خلاف جو پروپیگنڈا کرتے ہیں آپ کے خلیفہ نے سب اعتراضات کا زبردست جواب دیا۔

مراکش کے سفیان صاحب نے کہا کہ آج کے خطاب سے اندازہ ہوا کہ آپ لوگ ہی حقیقی اور اصل مسلمان ہیں۔ فرانس میں لوگ مسلمانوں سے ڈرتے ہیں، آپ کے خلیفہ مختلف اقوام اور مذاہب کے درمیان فاصلوں کو کم کر رہے ہیں۔

8 اکتوبر کو یونیسکو میں منعقدہ تقریب میں 91 مہمان شریک ہوئے۔

مالی کے یونیسکو میں سفیر عمر قیدا صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں امام جماعت احمدیہ کو امن کے پیغام پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

نیٹو میموریل کے صدر نے اس تقریب کو اہم اور تاریخی قرار دیا اور کہا کہ امام جماعت احمدیہ کے امن کے پیغام کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

سٹی کونسل کے ایک ممبر نے کہا کہ جو باتیں آج میں نے سنی ہیں ان سے علم ہوا کہ آپ خواتین کو علم کے یکساں مواقع فراہم کرنے کی بات کرتے ہیں۔ انہوں نے افریقہ کے پس ماندہ علاقوں میں تعلیم اور صحت کے حوالے سے جماعت کے جاری منصوبوں کو سراہا۔

ایک خاتون صحافی نے کہا کہ تقریر سن کر حیرانی ہوئی کہ کس حد تک اسلام نے تعلیمی ترقی کی ہوئی ہے، اس میں مسلمانوں کا کتنا بڑا کردار ہے۔

فرانس میں جرمنی کے بارڈر پر واقع شہر، سٹراس برگ میں مسجد کا افتتاح تھا۔ وہاں تقریباً 191 مہمانوں نے شرکت کی۔

پارلیمانی کے ممبران، پانچ علاقوں کے میئرز، مختلف مذاہب اور تنظیموں کے نمائندوں سمیت زندگی کے ہر شعبے سے ممتاز شخصیات شریک ہوئیں۔

فرانسیسی پارلیمان کی خاتون رکن مارٹن صاحبہ نے کہا کہ آپ نے امن اور بھائی چارے کا ایک بھرپور پیغام دیا ہے۔ فرانسیسی لوگوں کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ جو اسلام ہم میڈیا سے جانتے ہیں وہ مختلف ہے۔ ہمیں اس اصل اور حقیقی اسلام کو جاننے کی ضرورت ہے۔

ایک اور مہمان کیوبا صاحب جن کے ساتھ ایک خاتون بھی تھیں انہوں نے کہا کہ ہم نے تقریب کا دعوت نامہ قبول کرنے سے قبل انٹرنیٹ پر جماعت سے متعلق معلومات حاصل کیں۔ جماعت احمدیہ کی کاوشوں کو جان کر ہم نے دلی بشاشت سے دعوت قبول کی۔

حضورِانور نے فرمایا کہ جب ہماری تقریبات میں لوگ آتے ہیں تو انٹرنیٹ کے ذریعے جماعت کی معلومات بھی حاصل کرتے

ہیں۔ یوں ان کو اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارے میں بہت کچھ پتا بھی لگ جاتا ہے۔

ایک مہمان نے کہا کہ میرے لئے اپنے جذبات بیان کرنا ممکن نہیں۔ اسلام کی یہ شاخ امن پسند اور اسلام کی اصل تصویر ہے۔

ڈسٹرکٹ کونسل کے صدر جسٹن صاحب نے کہا کہ جب میرے علم میں یہ بات آئی کہ یہاں مسجد بننے والی ہے تو میرے بہت سے خدشات تھے۔ لیکن جب میں نے آپ لوگوں کا نعرہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' سنا تو خیال ہوا کہ آج کے دور میں کس طرح ہوسکتا ہے کہ کوئی اتنا پیار سے بھرا ہوا نعرہ لگائے اور اسے قبول نہ کیا جائے۔

14 اکتوبر کو جرمنی میں ویزبادن مسجد کا افتتاح تھا۔ وہاں کے ایک مشہور ہال میں افتتاح کی تقریب منعقد ہوئی جس میں لارڈ میئر، صوبائی اسمبلی کے ممبران، حکومتی عہدیداروں، پولیس اور چرچ کے نمائندوں اور ڈاکٹرز و وکلاء سمیت 370 مہمانوں نے شرکت کی۔

کیتھولک چرچ کے ایک پادری کہتے ہیں کہ آج تک میں نے اسلام کے خدا پر اتنا گہرا اور وسیع تبصرہ نہیں سنا۔ جو خدا کی وحدانیت کے کامل دعوے کے ساتھ اسی دنیا کے تمام مذاہب، معاشروں اور ممالک کا پالنے والا قرار دیتا ہے۔

چرچ کے ایک اور نمائندے نے کہا کہ کسی بھی مذہبی شخصیت سے اس حد تک ہمسائے کے حق کی تاکید میں نے پہلی بار سنی ہے۔

ایک مہمان استاد سوسین صاحبہ کہتی ہیں کہ ہم سب انسانوں کا خالق ایک ہی ہے، یہ بات ہم سب کو یاد رکھنی چاہیئے۔

ایک اور خاتون ہائیک برادر صاحبہ نے کہا کہ خدا کے رب العالمین ہونے کا ایسا وسیع تر تصور بہت دلچسپی کا باعث تھا۔

ویزبادن پولیس کے افسر مختاری صاحب نے کہا کہ آج کا پروگرام واضح کر رہا ہے کہ مسلمان اپنی ایک اور تصویر بھی دکھانا چاہتے ہیں کہ اسلام حقیقت میں ایک پرامن مذہب ہے۔

بیت الحمید فلڈا کے افتتاح کی تقریب میں 330 مہمان شریک ہوئے۔ یہاں کے میئر صاحب نے استقبال کیا لیکن لوگوں کی مخالفت کے خوف سے سٹیج پر نہیں بیٹھے اور نہ تقریر کی۔ یہاں بھی مختلف علاقوں کے میئر حضرات، کونسل کے ممبران، پارلیمان کے سابق ارکان وغیرہ شامل ہوئے۔

فلڈا کے متعلق حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ عیسائیت کا پرانا گڑھ ہے اور یہاں مسلمانوں کے خلاف عموماً سخت تحفظات پائے جاتے ہیں۔

اس تقریب میں شریک ایک ساتھ والے شہر کے میئر صاحب نے کہا کہ امام جماعت احمدیہ نے دو طرفہ تحفظات و تعلقات کا موازنہ پیش کیا اور معاشرے کے طبقات میں موجود باہمی کش مکش کے اسباب کھول کر بتائے ہیں۔

برلن میں منعقدہ تقریب کا ذکر کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ یہاں اسلام اور یورپ کے موضوع پر خطاب تھا۔ اس تقریب میں 27 ممبران قومی اسمبلی، دفترِ خارجہ کے تین افسران، پانچ پروفیسرز بشمول برلن یونیورسٹی کے نائب صدر، پریس اور میڈیا کے نمائندگان اور ایمنیسٹی انٹرنیشنل کے نمائندے نے شرکت کی۔

ایک ممبر پارلیمان جناب الیگزینڈر نے کہا کہ آپ نے جو امن اور سلامتی کی تعلیم دی اس کا ماخذ قرآن تھا۔

اسی طرح وفاقی وزیرِ مملکت نیل ایلن صاحب نے انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے آواز اٹھانے پر جماعتِ احمدیہ کی تعریف کی۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ترجمان نے کہا کہ آپ نے قرآنی آیات کی بڑے احسن رنگ میں وضاحت کی ہے۔ یہ وہی آیات ہیں جو اسلام سے متنفر لوگ سیاق و سباق سے ہٹ کر پیش کرتے ہیں۔

مہدی آباد میں مسجد کے افتتاح کی تقریب میں ممبرانِ پارلیمان، لارڈ میئرز اور سپیکر و ڈپٹی سپیکر سمیت 170 مہمان شامل ہوئے۔ یہاں بھی مہمانان نے اسلام کی امن اور اسلامی معاشرے میں عورت کے مقام کے متعلق پیش کردہ تعلیم کو خوب سراہا۔

میڈیا رپورٹس کے متعلق حضورِ انور نے تفاصیل پیش فرمائیں۔ پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا میں اس دورے کی بھرپور خبریں نشر ہوئیں۔ حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ کرے کہ یہ پیغام لوگوں کے سمجھنے کا باعث بنے۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے مکرم مولوی محمود احمد صاحب مبلغ سلسلہ کیرالہ، انڈیا کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ مرحوم 15 اکتوبر کو 54 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ آپ 1988ء میں جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ مرحوم متقی، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گذار، غریب پرور، دعا گو، صابر وشاکر اور مخلص انسان تھے۔ بیرونِ ہند، کویت میں بھی ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ موصوف بڑے اچھے مناظر تھے۔ پسماندگان میں دو بیویاں اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مرحوم حقیقت میں خلافت کے سلطانِ نصیر تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ 08 نومبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 08 نومبر 2019ء کو مسجد بیت الفتوح، لندن، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ آیت 273 کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیتِ کریمہ کا درج ذیل ترجمہ پیش فرمایا:

انہیں راہ پر لانا تیرے ذمہ نہیں۔ ہاں اللہ جسے چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے اور جو اچھا مال بھی تم خدا کی راہ میں خرچ کرو اور حقیقت یہ ہے کہ تم ایسا خرچ صرف اللہ کی توجہ چاہنے کے لیے کرتے ہو۔ سو اس کا نفع بھی تمہاری اپنی جانوں ہی کو ہوگا۔ اور جو اچھا مال بھی تم خرچ کرو وہ تمہیں پورا پورا واپس کردیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (سورۃ البقرۃ 273:2)

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس آیت سے واضح ہے کہ ہدایت دینا، صحیح راستے کی طرف لے جانا اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر ہی منحصر ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم ہدایت کے بعد اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اس سے دعا کرتے ہوئے اس کے فضل بھی مانگتے رہیں۔

دوسری بات جو اس آیت میں فرمائی وہ یہ ہے کہ تم اچھے مال میں سے جو بھی خرچ کرو اس کا فائدہ تمہیں ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ادھار نہیں رکھتا بلکہ بڑھا کر لوٹاتا ہے۔

حقیقی مومن کی تعریف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توجہ چاہنے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں وہ اس کے فضلوں کو بھی دیکھ لیتے ہیں کہ کس طرح وہ ان کی قربانی کو قبول کرتے ہوئے انہیں واپس لوٹاتا ہے اور پھر یہ بات انہیں مزید ایمان میں بڑھاتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ مال پاک ہو۔

حضورِ انور نے ترقی یافتہ ممالک میں رہنے والوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ یہاں ان ملکوں میں رہنے والے خاص طور پر خیال رکھیں کہ پاک مال کمائیں۔ زیادہ کمانے کے لیے حکومتی اداروں کو

دھوکا نہ دیں۔ پھر جن کاموں کی اللہ تعالیٰ نے مناہی کی ہے ان کاموں سے کمایا ہوا مال بھی پاک مال نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں پاک مال سے کی گئی قربانی، جو میری توجہ کے لیے کی جائے میں نہ صرف اسے قبول کرتا ہوں بلکہ تمہیں پورا لوٹاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے، اس بات کا تجربہ اور ادراک رکھنے والے ہزاروں اور لاکھوں احمدی ہیں۔

حضورِ انور نے تحریکِ جدید کے نئے سال کے آغاز کے تناظر میں فرمایا کہ ہر قسم کے حالات میں قربانیاں کرنے والوں کے چند واقعات آج میں پیش کروں گا۔

سیرالیون کے ایک نومبائع احمدی کو جب تحریکِ جدید کا تعارف اور چندوں کی برکات کے بارہ میں بتایا گیا تو انہوں نے تحریکِ جدید کا چندہ ادا کیا۔ غریب آدمی تھے لیکن بچ جانے والی رقم بھی چندے میں دیدی۔ اگلے ہی دن کمپنی نے ان کا محکمہ تبدیل کر دیا، تنخواہ دگنی ہوگئی۔

سیرالیون کے ہی ایک اور احمدی محمد صاحب نے اپنا وعدہ تحریکِ جدید پورا کرنے کے لیے سال کے آخر میں کلو، ڈیڑھ کلو چاول جوان کے پاس تھے فروخت کر کے چندہ ادا کیا۔ کہتے ہیں کہ اس سے اگلے دن ان کے ایک دور کے رشتے دار نے ایک بوری چاول اور کچھ رقم بطور تحفہ انہیں بھجوائی۔

گنی بساؤ کے ایک احمدی دیالو صاحب کو جب تحریکِ جدید کا بتایا گیا تو وہ بچوں کے کھانے کے لیے سامان لینے جا رہے تھے۔ جیب میں رکھی تمام رقم چندے میں دیدی۔ اس کے بعد مچھلی پکڑنے گئے تو خدا تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ ایک گھنٹے میں 73 کلو مچھلی ہاتھ آ گئی۔ دوسرے سب مچھیرے بھی ان کی خوش قسمتی پر رشک کرنے لگے۔ اس پر وہ صاحب دوبارہ مشن ہاؤس آئے اور پھر مزید چندہ ادا کیا۔

کانگو میں ایک غریب گاؤں میں معلم صاحب نے جب یہ بتایا کہ حضورِ انور نے چندہ دہندگان کی تعداد بڑھانے کا فرمایا ہے تو ان کے پاس رقم نہیں تھی۔ چنانچہ وہ لوگ جنگل سے لکڑیاں لائے اور ان کا کوئلہ بنایا۔ پھر دریا کا ایک دشوار گزار سفر کر کے شہر گئے۔ وہاں کوئلہ فروخت کیا اور حاصل ہونے والی رقم جو چھیانوے ہزار فرانک تھی وہ سب کی سب چندے میں ادا کر دی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عجیب قسم کے لوگ عطا فرمائے ہیں۔ آپؑ نے اپنی زندگی میں ہی فرمایا تھا کہ ان کے نمونے دیکھ کر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح یہ لوگ قربانیاں کرتے ہیں۔

تحریکِ جدید کے آغاز میں غریب لوگوں کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی غریب عورت کے پاس انڈے ہیں تو وہ انڈے لے آئی۔ تھوڑے سے پیسے ہیں تو وہ وہی لے آیا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ لینے کے لئے لوگ خرچ کرتے ہیں۔

گنی بساؤ کی ایک غریب خاتون نے مرغی کو اس نیت سے پالا کہ جب وہ بڑی ہو جائے گی تو اس کو بیچ کر چندہ ادا کریں گی۔

تنزانیہ کے ایک نوجوان راشد حسین صاحب نے اپنا چندہ ادا کرنے کے بعد معلم صاحب کی تحریک پر سال کے آخر میں مالی تنگی کے باوجود، تمام جمع پونجی مبلغ تین ہزار شلنگ چندے میں دے دئے۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ ان کی دوکان کا وہ سامان جو فوری بِک نہیں سکتا تھا ایک گاہک خرید کر لے گیا اور یوں ان کو تئیس ہزار شلنگ کی آمدنی ہوئی۔

سینٹرل افریقہ کے آجانا صاحب جنہیں بیعت کئے آٹھ ماہ ہوئے تھے انہوں نے خطبہ جمعہ میں یہ سن کر کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا غریب نہیں ہوتا۔ جیب میں موجود پانچ سو فرانک کی قلیل رقم چندہ تحریکِ جدید میں دے دی۔ اس کے بعد موصوف کو فکر پیدا ہوئی کہ رات کو کیا کھائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ ان کے ایک عزیز اس شہر میں اپنے ہیرے فروخت کرنے آئے اور انہیں ستائیس ہزار فرانک تحفتاً دے گئے۔ اسی طرح جس شخص نے ہیرے خریدے تھے اس نے بھی دس ہزار فرانک ان کو دیئے۔

یو کے کی ایک خاتون نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے بعد کسی اور کام کے لئے رکھی ساری رقم چندے میں دے دی۔ کہتی ہیں اگلے روز اپنا بینک اکاؤنٹ چیک کیا تو اس میں چار گنا زیادہ رقم موجود تھی۔

بورکینا فاسو کے ایک صاحب کو کسی نے تین بکرے تحفے میں دیئے۔ انہوں نے ایک بکرا تحریکِ جدید میں دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بکروں میں اتنی برکت ڈالی کہ اب وہ کئی جانوروں کے مالک ہیں۔

بینن کے ایک ریجن میں شدید سیلاب آیا اور وہاں کا رابطہ دوسرے علاقوں سے منقطع ہو گیا۔ بڑی مشکل سے موٹر بوٹ کے ذریعے وہاں رابطہ ہوا تو اس جگہ کے صدر جماعت رو پڑے۔ ان کی فصلیں تباہ ہو گئی تھیں اور گھر کو بھی نقصان پہنچا تھا۔ جب انہیں تسلی دی گئی تو وہ کہنے لگے کہ میں اس وجہ سے نہیں رو رہا کہ میرا نقصان ہو گیا ہے بلکہ سیلاب کے آنے سے قبل میں نے اپنا چندہ جمع کر کے رکھا ہوا تھا۔ سیلاب کی وجہ سے تمام راستے بند ہو گئے اور مجھے فکر پیدا ہوئی کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اب میرا چندہ مرکز پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اب آپ لوگ ہماری خبر گیری کے لئے آئے ہیں تو میں بے اختیار رو پڑا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی جلدی میری دعا قبول کر لی اور میں اپنے فرض کو پورا کرنے کے قابل ہوا۔

حضورِ انور نے بھارت، کینیڈا، روس، جرمنی، لیٹویا، May oote آئی لینڈ اور انڈونیشیا وغیرہ ممالک سے کئی مثالیں پیش فرمائیں۔ جن سے علم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح دنیا کے ہر خطے اور ہر علاقے میں قربانی کرنے والوں کے اموال میں برکتیں عطا فرما رہا ہے۔

اس کے ساتھ حضورِ انور نے بچوں کی جانب سے کی جانے والی قربانیوں کے بعض واقعات پیش فرمائے۔

گھانا کے ایک نو دس برس کے طفل نے ایک دکان پر مزدوری کر کے حاصل ہونے والی رقم چندے میں ادا کی۔

سیرالیون کے اسی عمر کے ایک بچے نے لکڑیاں کاٹ کر اس کا گٹھا معلم صاحب کو پیش کر دیا کہ اس کو خرید کر رقم چندے میں شامل کر لیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو جو قربانیوں کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کے بغیر ممکن نہیں۔ دلوں کو اللہ تعالیٰ ہی بدلتا ہے اور وہی بڑوں کے بھی اور بچوں کے بھی دلوں میں ڈالتا ہے۔ اگر کوئی عقل رکھنے والا ہو تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور نے تحریکِ جدید کے 86ویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا اور بعض کوائف پیش فرمائے۔ اس سال جماعت کو تحریکِ جدید کے مالی نظام میں 13.6 ملین پاؤنڈ کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی جو گذشتہ برس سے آٹھ لاکھ دو ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔

پاکستانی روپے کی قدر میں شدید کمی کے باعث پہلی پوزیشن اب مکمل طور پر جرمنی کی ہے۔ اس ضمن میں حضورِ انور نے پاکستان کے مخدوش سیاسی و معاشی حالات کے متعلق دعا کی تحریک بھی

فرمائی۔

پاکستان کے علاوہ باقی ملکوں میں جرمنی کے بعد برطانیہ پھر امریکہ، کینیڈا، بھارت، پھر مشرقِ وسطیٰ کی ایک ریاست، انڈونیشیا، آسٹریلیا، گھانا اور پھر مشرقِ وسطیٰ کی ایک اور ریاست کا نمبر ہے۔

مقامی کرنسی میں فی صد نسبت کے حساب سے اضافہ کرنے والے ممالک میں مشرقِ وسطیٰ کی ایک ریاست پہلے نمبر پر ہے۔ جس کے بعد بالترتیب بھارت، کینیڈا، جرمنی، برطانیہ، گھانا، پاکستان، انڈونیشیا، امریکہ اور پھر آسٹریلیا کا نمبر ہے۔

فی کس ادائیگی کے اعتبار سے سوئٹزرلینڈ جب کہ افریقی ممالک میں مجموعی ادائیگی کے لحاظ سے گھانا پہلے نمبر پر ہے۔

تحریکِ جدید کے چندے میں شاملین کی تعداد اب اٹھارہ لاکھ ستائیس ہزار سے اوپر ہو چکی ہے۔

دفتر اول کے کھاتوں میں پانچ ہزار نو سو ستائیس میں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے چھتیس افراد ابھی حیات ہیں اور وہ اپنے چندے خود ادا کر رہے ہیں۔ باقی فوت شدگان کے کھاتے ان کے ورثاء اور مخلصینِ جماعت نے جاری کیے ہوئے ہیں۔

ان کوائف کے علاوہ حضورِ انور نے ازراہِ شفقت جرمنی، پاکستان، برطانیہ، کینیڈا، بھارت، اور آسٹریلیا کی مقامی پوزیشنز کا بھی تذکرہ فرمایا۔

آخر میں حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

خلاصہ خطبہ جمعہ 15 نومبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 نومبر 2019 کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بدری صحابہ کے متعلق خطبات کے سلسلے کا گذشتہ خطبہ میں نے جرمنی میں دیا تھا جو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ عبداللہ بن ابی بن سلول کے جنگِ احد سے اپنے ساتھیوں سمیت واپس مدینے لوٹ آنے تک تھا۔ جنگِ احد کے بعد عبداللہ بن ابی بن سلول کے رویے، آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کو تکالیف اور استہزا کی باتوں کی کچھ تفصیل آج بیان کروں گا۔ ان واقعات سے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کی اسلام اور آنحضورؐ سے محبت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

حضورِ انور نے سیرت خاتم النبیینؐ سے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں کی اسلام اور آنحضورؐ کو تکالیف پہنچانے اور استہزاء کرنے کی تفصیل بیان فرمائی۔ غزوہ احد کے بعد مدینے کے یہود اور منافقین کچھ مرعوب ہوئے لیکن آنحضور ﷺ کے صرفِ نظر فرمانے اور نرمی کا سلوک کرنے سے یہ لوگ شرمندہ ہونے کی بجائے ڈھٹائی اور دریدہ دہنی میں بڑھتے چلے گئے۔

5 ہجری میں غزوہ بنومصطلق سے واپسی پر آنحضور ﷺ نے چند دن مریسیع میں قیام فرمایا۔ یہاں انصاری سنان نامی شخص اور مہاجرین میں سے حضرت عمرؓ کے ایک جاہل غلام جہجاہ کی لڑائی ہوگئی۔ جو بڑھتے بڑھتے قریب تھا کہ مسلمانوں کے دونوں گروہوں میں خانہ جنگی تک پہنچ جاتی۔ لیکن بعض مخلص اور سمجھدار انصار و مہاجر صحابہ موقع پر پہنچ گئے یوں معاملہ رفع دفع ہوا۔ آنحضور ﷺ نے جاہلیت کے اس مظاہرے پر سخت سرزنش فرمائی اور آپؐ کی موقع شناسی اور مقناطیسی اثر نے اس فتنے کے خطرناک نتائج سے مسلمانوں کو محفوظ رکھا۔ منافقین کے سردار نے اس واقعے کو ہوا دے کر فتنے کی آگ بھڑکانا چاہی اور اس بدبخت نے یہاں تک کہا کہ مدینے جا کر عزت والا شخص یا گروہ ذلت والے شخص یا گروہ کو اپنے شہر سے نکال دے گا۔

جب آنحضور ﷺ کو اس معاملے کی خبر ہوئی تو آپؐ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا۔ وہ سب قسمیں کھا گئے کہ ہم نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔

آنحضور ﷺ نے اپنے طریقِ عمل کے برعکس دوپہر کے وقت اسلامی لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ انصار کے معروف رئیس اسید بن حضیر، آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم ﷺ نے جب اسید کو ساری بات بتائی تو اسید نے عرض کی کہ واللہ! عزت والے تو آپؐ ہیں۔ مدینے پہنچ کر آپؐ، عبداللہ کو شہر سے باہر نکال سکتے ہیں۔ پھر اسید نے حضور ﷺ کو بتایا کہ اہلِ مدینہ حضور ﷺ کی آمد سے پیشتر عبداللہ بن ابی کو اپنا بادشاہ بنانے والے تھے۔ اسی بات کا حسد اس کے دل میں بیٹھ گیا ہے۔ اس لئے آپؐ اس کی بکواس کی پرواہ نہ کیا کیجیے۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ جو نہایت مخلص صحابی تھے گھبراہٹ کے عالم میں حاضر ہوئے۔ آپؐ کی خدمت میں عبداللہ نے عرض کی کہ اگر آپؐ میرے باپ کی فتنہ پردازی کے سبب اس کے قتل کا حکم دینے والے ہیں تو مجھے حکم فرمائیں۔ انہیں یہ خوف تھا کہ کہیں کسی اور کے قتل کرنے پر ان کی رگِ جہالت نہ پھڑک اٹھے اور وہ اپنے باپ کے قاتل کو نقصان پہنچا بیٹھیں۔ آپؐ نے عبداللہ کو تسلی دی کہ ہمارا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔

عبداللہؓ کو اپنے باپ کے خلاف اتنا جوش تھا کہ مدینے واپسی پر آپ اپنے باپ کے راستے میں کھڑے ہوگئے اور اسے مجبور کرکے یہ الفاظ کہلوائے کہ رسول اللہ ﷺ معزز ہیں اور وہ ذلیل ہے۔

غزوہ بنومصطلق سے واپسی پر حضرت عائشہؓ پر منافقین کی طرف سے ایک ناپاک تہمت لگائی گئی۔ اس واقعے کو تاریخ میں واقعۂ افک کہا جاتا ہے۔ اس کا بانی مبانی بھی عبداللہ بن ابی بن سلول ہی تھا۔

حضورِ انور نے حضرت عائشہؓ کی بیان کردہ روایت کی روشنی میں اس واقعے کی تفاصیل پیش فرمائیں۔ مدینے واپسی پر ایک رات آپؐ نے کوچ کا حکم دیا۔ عائشہؓ رفع حاجت کے لئے گئیں اور واپسی پر آپؓ کو علم ہوا کہ ان کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا ہے۔ آپؓ وہ ہار لینے واپس گئیں۔ پیچھے سے آپؓ کا اونٹ تیار کرنے والوں نے اس خیال سے کہ آپؓ ہودج میں ہی موجود ہیں آپؓ کا ہودج اونٹ پر رکھ دیا۔ جب عائشہؓ واپس لوٹیں تو یہ سوچ کر کہ لشکر والے آپ کو لینے واپس آئیں گے وہیں بیٹھ گئیں اور اسی اثنا میں آپؓ کی آنکھ لگ گئی۔ صفوان بن معطل فوج کے پیچھے رہا کرتے تھے تاکہ دیکھ سکیں کہ کوئی چیز پیچھے تو نہیں رہ گئی۔ جب صفوان کی نظر حضرت عائشہؓ پر پڑی تو انہوں نے زور سے انا للہ پڑھا۔ جس سے عائشہؓ کی آنکھ کھل گئی۔ صفوان نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حضرت عائشہؓ اس پر سوار ہوگئیں۔

مدینے پہنچ کر حضرت عائشہؓ بیمار ہوگئیں اور لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی باتوں کا چرچا ہونے لگا۔ حضرت عائشہؓ کو اُمِ مسطح کے ذریعے اس تہمت کا علم ہوا تو آپؓ سخت غمگین ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے اجازت حاصل کرکے اپنے والدین کے گھر تشریف لے آئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ رات میں نے اس طرح کاٹی کہ نہ میرے آنسو تھمے اور نہ مجھے نیند آئی۔

حضور ﷺ نے اس بارے میں قریبی صحابہ سے مشورہ بھی کیا۔ حضرت عائشہؓ کی خادمہ بریرہ سے بھی پوچھا۔ ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے براہِ راست بھی دریافت

فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری مثال یوسف کے باپ کی سی ہے کہ جنہوں نے کہا تھا: **فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون**۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود وحی کے ذریعے حضرت عائشہؓ کی بریت ظاہر فرمائی۔

ان تمام تکلیف دہ حرکتوں اور الزامات کے باوجود آپؐ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ عبداللہ بن عبداللہ کی درخواست پر اپنی قمیص بطور کفن کے عطا فرمائی۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضورﷺ سے عرض کی کہ آپؐ، ابنِ ابی کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں اور یہ کہہ کر اس کے جرائم گنوانے شروع کر دیئے۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا عمرؓ ہٹ جا! اگر مجھے علم ہو کہ میں ستر بار سے زیادہ اس کے لئے دعائے مغفرت کروں تو وہ بخشا جائے تو ضرور میں اس سے بھی زیادہ کروں۔ اس کے بعد سورۃ توبہ کی وہ آیات نازل ہوئیں کہ جن میں منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور ان کی قبر پر کھڑا ہونے سے مناہی کے احکامات نازل ہوئے۔

خطبے کے دوسرے حصے میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چار مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

ان میں پہلا ذکر محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مولانا محمد عمر صاحب کیرالہ انڈیا کا تھا۔ آپ 20 اکتوبر کو 72 برس کی عمر میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ کو چنئی میں سیکرٹری مال اور کیرالہ میں لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ اماء اللہ خدمت کی توفیق ملی۔ بہت مہمان نواز، خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار، نیک اور خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پس ماندگان میں چار بیٹیاں شامل ہیں۔

دوسرا جنازہ مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب سابق مینیجر اور پبلشر ماہنامہ انصار اللہ پاکستان کا تھا۔ آپ 16 اکتوبر کو 83 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

1960ء میں ماہنامہ انصار اللہ کے آغاز سے آپ کو اس کا مینیجر اور پبلشر مقرر کیا گیا۔ 2004ء تک آپ یہ فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ آپ پر تقریباً 26 مقدمات قائم ہوئے اور ایک ماہ آپ کو اسیر راہِ مولیٰ رہنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ مرحوم موصی تھے اور پس ماندگان میں ایک بیٹی، پانچ بیٹے اور متعدد پوتے پوتیاں ہیں۔

تیسرا جنازہ مکرم راجہ مسعود احمد صاحب ابن مکرم راجہ محمد نواز صاحب پنڈ دادن خان کا تھا۔ آپ 19 اکتوبر کو بڑی طویل علالت کے بعد 69 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد صاحب کے ذریعے آئی۔ جنہوں نے 34-1933ء میں قادیان کے جلسے پر ایک ایسا نظارہ دیکھا جو ان کی بیعت کا سبب بن گیا۔

آپ نے دیکھا کہ ایک خوب صورت، خوب رو نوجوان ایک میلے کچیلے بچے کو گود میں اٹھائے لے کے آ رہا ہے۔ جب اس بچے کا ناک بہہ رہا تھا تو اس نوجوان نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور اس کا ناک صاف کیا۔ سٹیج پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریر فرما رہے تھے یہ نوجوان بچے کو گود میں اٹھائے پیچھے کھڑا رہا۔ جب بچہ رو دیا تو حضورؓ نے پیچھے دیکھا اور بچے کی گم شدگی کا اعلان کیا۔ راجہ مسعود صاحب کے والد نے یہ نظارہ دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ نوجوان کون ہے۔ جب علم ہوا کہ یہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے ہیں تو اس چیز نے انہیں بہت متاثر کیا اور یہ بات آپ کے بیعت کرنے کا باعث بن گئی۔ حضورِ انور نے اس واقعے کے تناظر میں فرمایا کہ جلسوں پر آنے والے بعض لوگ ہمیشہ سے ہی ان نظاروں کو دیکھ کر سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوتے رہے ہیں۔

چوتھا جنازہ محترمہ صالحہ انور ابڑو صاحبہ اہلیہ مکرم انور علی ابڑو صاحب سندھ کا تھا۔ آپ یکم اکتوبر 2019ء کو وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ بڑی دلیر، باہمت، عبادت گزار، مالی قربانی میں پیش پیش، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والی خاتون تھیں۔ لمبے عرصے تک آپ ضلع لاڑکانہ کی صدر لجنہ رہیں۔ ان کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچے بھی خلافت اور جماعت کے ساتھ اسی طرح وابستہ رہیں اور قربانیاں کرنے والے ہوں۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ 22 نومبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22 نومبر 2019ء کو مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بدری صحابہؓ کے ذکر میں آج حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کروں گا۔ آپؓ کو بچپن میں اسود بن یغوث نے متبنیٰ بنا لیا تھا اس لئے آپ مقداد بن اسودؓ کے نام سے معروف ہو گئے۔ حضرت مقدادؓ کی شادی آنحضرتﷺ نے اپنے چچا حضرت زبیر بن عبدالمطلبؓ کی بیٹی ضباعہ سے کروائی تھی۔ آپؓ کا قد لمبا، رنگ گندمی، پیٹ بڑا اور سر میں کثرت سے بال تھے۔ آپ اپنی داڑھی کو زرد رنگ لگایا کرتے تھے۔ آنکھیں سیاہ اور ابرو باریک اور لمبے تھے۔ آپؓ ان سات صحابہ میں شامل تھے جنہوں نے مکہ میں سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا۔ آپؓ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابہ میں بھی شامل تھے۔ رسول اللہﷺ کی مدینے ہجرت کے وقت آپؓ ہجرت نہ کر سکے۔ آپؓ مکہ میں حضرت عبیدہ بن حارثؓ کے سریہ تک رہے۔

حضورِانور نے سیرت خاتم النبیینؐ کے حوالے سے ان واقعات کی تفصیل بیان فرمائی۔ غزوہ ودان سے واپسی پر آپؐ نے ربیع الاول کے شروع میں اپنے قریبی رشتے دار حضرت عبید بن الحارثؓ کی امارت میں ساٹھ شتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ قریش کے حملوں کی پیش بندی کے لئے بھجوایا۔ ثنیۃ المرۃ مقام پر قریش کے دو سو مسلح نوجوان ابوجہل کی سرکردگی میں موجود تھے۔ دونوں فریقوں کے درمیان کچھ تیراندازی بھی ہوئی پھر مخفی خوف کے تابع قریش کا لشکر پیچھے ہٹ گیا۔ اس لشکر میں سے دو افراد جو دل سے مسلمان ہو چکے تھے اور قریش کے ساتھ اس خیال سے آ گئے تھے کہ یوں مسلمانوں سے آملیں گے، موقع پاتے ہی مسلمانوں سے مل گئے۔ ان افراد میں سے ایک حضرت مقدادؓ بھی تھے۔

ہجرتِ مدینہ کے وقت حضرت مقدادؓ حضرت کلثوم بن ہدمؓ کے گھر ٹھہرے۔ آنحضرتﷺ نے آپؓ کی مؤاخات حضرت جبار بن صخرؓ کے ساتھ قائم فرمائی۔

حضورِانور نے حضرت مقدادؓ کی بیان کردہ ایک دلچسپ روایت بیان فرمائی۔ ہجرت کے بعد آپ اور چند دیگر مہاجر صحابہ رسول اللہﷺ کے پاس رہا کرتے تھے۔ آپ تمام کا یہ معمول تھا کہ بکریوں کا دودھ دوہتے اور خود بھی پیتے اور رسول اللہﷺ کے لئے رکھ چھوڑتے۔ ایک رات کسی شیطانی خیال کے تابع حضرت مقدادؓ نے آنحضورؐ کے حصے کا دودھ بھی پی لیا۔ دودھ پی لینے کے

بعد آپ سخت نادم ہوئے۔ جب آپ تشریف لائے تو دودھ نہ پا کر آپ نے دعا کی کہ اے خدا جو مجھے کھلائے تو اسے کھلا اور جو مجھے پلائے تو اسے پلا۔ اس پر حضرت مقدادؓ، اس نیت سے اٹھے کہ باہر کھڑی بکریوں میں سے سب سے صحت مند بکری کو ذبح کریں اور آنحضورؐ کی خدمت میں پیش کر کے اس دعا کے وارث بنیں۔ جب آپ بکریوں کی طرف گئے تو ان تمام کے تھنوں کو دودھ سے بھرا ہوا پایا۔ آپؓ نے دودھ دوہا اور رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے سیر ہو کر دودھ نوش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کے اس سلوک پر آپ مسکرا اٹھے۔ جس پر آنحضرت ﷺ بھانپ گئے اور دریافت فرمانے لگے۔ آپ نے اس پر تمام واقعہ کہہ سنایا جسے سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے رحمت ہے۔ تم نے پہلے یہ بات نہ بتائی ورنہ ہم دیگر ساتھیوں کو بھی جگا لیتے اور وہ بھی پیتے اور اس رحمت سے حصہ پاتے۔

حضرت مقدادؓ نے غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے بہترین تیراندازوں میں شمار ہوتے تھے۔ غزوہ بدر میں آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تھی کہ ہم اس طرح نہیں کہیں گے جیسے موسیٰ کی قوم نے کہا تھا کہ جا تو اور تیرا رب جا کر لڑو۔ بلکہ ہم تو آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ حضرت مقدادؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کے اس بیان پر آپؐ کا چہرہ چمکنے لگا اور آپؐ بہت خوش ہوئے۔ حضورِ انور نے سیرت خاتم النبیینؐ کے حوالے سے اس ایمان افروز واقعے کا پس منظر اور تفاصیل بیان فرمائیں۔

غزوہ بدر میں اللہ کی راہ میں قتال کرنے والے پہلے گھڑسوار ہونے کا شرف آپؓ کو حاصل ہوا۔ مختلف تاریخوں سے علم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے پاس دو، تین یا پانچ گھوڑے تھے۔

حضرت مقدادؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر دورانِ جنگ میرا کسی کافر سے مقابلہ ہو اور وہ میرا ہاتھ کاٹ ڈالے اور پھر بھاگ کر کسی درخت کی اوٹ میں چھپ کر کہے کہ میں اللہ کی خاطر مسلمان ہو گیا تو کیا میں اسے مار ڈالوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اسے قتل نہ کرو۔ کیوں کہ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ اس درجے پر ہو جائے گا جو اس کو قتل کرنے سے پہلے تمہیں حاصل تھا اور تم اس درجے پر ہو جاؤ گے جو کلمہ پڑھنے سے پہلے اسے حاصل تھا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ قیاسی بات پیش کی گئی تھی جس پر آپؐ نے کلمہ پڑھنے والے کا یہ مقام قائم فرمایا۔ آج کل کے علماء کہلانے والے اور حکومتیں یہ عمل دیکھیں۔ کاش یہ خود دیکھیں کہ اس حدیث کے مطابق وہ کس مقام پر کھڑے ہیں مومن کے مقام پر یا کافر کے مقام پر؟

آنحضرت ﷺ کے اونٹ مدینہ سے باہر چر رہے تھے کہ بنو فزارہ کے عیینہ بن حصن نے بنو غطفان کے کچھ گھڑسواروں کے ساتھ مل کر حملہ کر دیا۔ چرواہے کو مار ڈالا اور اس کی بیوی اور اونٹوں کو ساتھ لے کر چلے گئے۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو سب سے پہلے اس کا علم ہوا۔ ان کے ساتھ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کا غلام گھوڑا لے کر نکلا۔ آپؓ نے تیر برساتے ہوئے ان لوگوں کا پیچھا کیا۔ خبر ملنے پر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اعلان کروایا کہ دشمن کے مقابلے کے لئے فوراً گھروں سے نکلو۔ اس اعلان کے بعد گھڑسوار آپؐ کی خدمت میں آنا شروع ہو گئے اور ان میں سب سے پہلے جو لبیک کہتے ہوئے آئے وہ حضرت مقدادؓ تھے۔

آنحضرت ﷺ نے جب مکہ پر چڑھائی کی تیاری شروع کی تو باوجود اس کے کہ صحابہ تیاری کر رہے تھے پھر بھی اس مہم کو بہت پوشیدہ رکھا گیا۔ اس موقعے پر ایک صحابی حضرت حاطب بن بلتعہؓ نے اپنی سادگی اور نادانی میں مکہ سے آئی ہوئی ایک عورت کے ہاتھ ایک خفیہ خط بھیج کر مسلمانوں کی ساری تیاریوں کی اطلاع کافروں تک بھجوانے کی کوشش کی۔ وہ عورت خط لے تو گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو اس کی خبر دے دی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو دو تین افراد کے ساتھ اس عورت کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ان حضرات نے اس عورت کو جا لیا اور خط واپس حاصل کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

آنحضور ﷺ نے حضرت مقدادؓ کو خیبر کی پیداوار میں سے پندرہ وسق سالانہ عطا فرمایا تھا جو سوا چھپن من سالانہ بنتا ہے۔

جنگِ یرموک میں حضرت مقداد قاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے بعد یہ سنت جاری فرمائی تھی کہ جنگ کے وقت سورۃ انفال کی تلاوت کی جاتی تھی۔ آپؐ کی وفات کے بعد بھی لوگ اس بات پر عمل کرتے رہے۔ ایک سریہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت مقدادؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ واپس لوٹنے پر آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تو نے امارت کے منصب کو کیسا پایا تو انہوں نے عرض کیا کہ جب میں نکلا تو میری یہ حالت تھی کہ دوسرے لوگوں کو میں اپنا غلام تصور کر رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ امارت اسی طرح ہے سوائے اس کے کہ جسے اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ اس پر مقدادؓ نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے میں دو آدمیوں پر بھی نگران بننا پسند نہ کروں گا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ تقویٰ کا معیار تھا ان لوگوں کا کہ افسر بننے سے تکبر پیدا ہو سکتا ہے اس لیے دو بندوں پر بھی افسر بننا پسند نہیں کیا۔ پس ہمارے افسروں کو بھی یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اول تو خواہش نہیں کرنی اور جب افسر بنایا جائے، عہدہ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ سے اس عہدے کے شر سے بچنے کی بھی دعا مانگنی چاہئے۔ اس کا فضل مانگنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی تکبر پیدا نہ کرے۔

حضرت مقدادؓ حمص کے محاصرے میں حضرت عبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ تھے۔ آپؓ نے مصر کی فتح میں بھی حصہ لیا۔

آپؓ کا جسم بھاری بھرکم تھا اس کے باوجود آپؓ جہاد کے لئے نکلتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کسی صندوق کے پاس بیٹھے تھے اور اس صندوق سے بھی بڑے دکھائی دیتے تھے۔ کسی نے آپؓ سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے آپؓ کو جہاد سے معذور فرمایا ہے۔ جس پر حضرت مقدادؓ نے جواباً سورۃ توبہ کی آیت **انفروا خفافاً وثقالاً** پڑھی یعنی جہاد کے لئے نکلو خواہ ہلکے ہو یا بھاری۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کے تناظر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلنے میں کوئی مشکل ان کے رستے میں نہیں آنی چاہئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کو سات سات نجیب رفقاء دیئے گئے ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے اپنے نجیب رفقاء میں حضرت مقدادؓ کو بھی شامل فرمایا۔

حضرت مقدادؓ کی وفات 33 ہجری میں مدینے سے تین میل کے فاصلے پر جرف مقام پر ہوئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں انہیں دفن کیا گیا۔ بوقتِ وفات آپؓ کی عمر ستر برس یا اس کے قریب تھی۔

آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آنحضرت ﷺ کی امت میں ہونے کا حق ادا کرنے اور اپنے اندر خشیت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ 29 نومبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز نے 29 نومبر 2019ء کو مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بدری صحابی تھے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو مالک بن نجار سے تھا۔ آپ غزوہ بدر اور احد دونوں میں شامل ہوئے جب کہ آپؓ کی شہادت 12 ہجری میں جنگِ یمامہ کے روز ہوئی۔ حضرت یزید بن ثابتؓ روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ رسولِ کریم ﷺ کے ہم راہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ ظاہر ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے جنازہ دیکھا تو آپؐ جلدی سے کھڑے ہوگئے اور صحابہؓ بھی تیزی سے کھڑے ہوگئے۔ حضرت یزیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ آپؐ جگہ کی تنگی کی وجہ سے کھڑے ہوئے تھے اور میرا خیال ہے کہ وہ کسی یہودی مرد یا عورت کا جنازہ تھا۔

اسی طرح حضرت یزیدؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے ایک نئی قبر دیکھی اور اس کے متعلق دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ یہ فلاں قبیلے کی لونڈی کی قبر ہے۔ وہ دوپہر کے وقت فوت ہوئی جب آپؐ قیلولہ فرما رہے تھے۔ اس پر آپؐ نے اس کی قبر کے اوپر ہی صفیں بنوا کر جنازہ پڑھا اور فرمایا کہ جب تک میں تم میں ہوں، تم میں سے جو بھی فوت ہو اس کی خبر مجھے ضرور دو کیونکہ میری دعا اس کے لئے رحمت ہے۔ حضورِ انور نے مختلف کتب سے اس روایت کی مزید تفاصیل بھی پیش فرمائیں۔

دوسرے صحابی حضرت معوذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضورِ انور نے ذکر فرمایا۔ آپ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو جشم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ اپنے دو بھائیوں حضرت معاذؓ اور حضرت خلادؓ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ان اصحاب کے والد حضرت عمرو بن جموحؓ کی چال میں لنگراہٹ تھی جس کے باعث ان کے بیٹوں نے انہیں غزوہ بدر میں شریک ہونے سے روک دیا تھا۔ جب غزوہ احد کا موقع آیا تو حضرت عمرو بن جموحؓ اپنے بیٹوں کے منع کرنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ آپؐ نے بھی انہیں معذور قرار دے کر فرمایا کہ ان پر جہاد فرض نہیں ہے۔ لیکن پھر آپؐ کا شوق دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی۔ آپؓ نے شہادت کی دعا کی جو پوری ہوئی اور آپؓ احد کے میدان میں شہید ہوگئے۔

تیسرے صحابی جن کا ذکر آج کے خطبے میں ہوا ان کا نام حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپ کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بنو عبید بن عدی سے تھا۔ حضرت بشر اپنے والد کے ہمراہ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شامل ہوئے۔ آپؓ ماہر تیر انداز تھے اور غزوہ بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضلہ یا بعض روایات کے مطابق بنو سلمہ کے سردار جد بن قیس کی جگہ حضرت بشر بن براءؓ کو سردار مقرر فرمادیا تھا۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل یہود، اوس اور خزرج کے مقابلے میں یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ جس نبی کی پیش گوئی ہے کہ وہ مبعوث ہونے والا ہے اس کے نام پر ہمیں فتح عطا کر۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عرب میں مبعوث فرمایا تو ان ہی لوگوں نے آپ کا انکار کردیا۔ حضرت معاذ بن جبل، حضرت بشر بن براء اور حضرت داؤد بن سلمہ رضی اللہ عنہم نے ایک دن یہود سے کہا کہ اسلام قبول کرلو۔ پہلے تو تم ہم پر محمدؐ نام کے نبی کے ظہور کے ذریعے فتح مانگتے تھے اور ہم لوگ شرک کرنے والے تھے۔ اس پر سلام بن مشکم نے جواب دیا کہ یہ نبی ہمارے پاس وہ نہیں لے کر آیا جسے ہم پہچانتے تھے۔ اس پر سورۃ البقرۃ کی آیت 90 نازل ہوئی یعنی جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایک ایسی کتاب آئی جو اس تعلیم کی، جو ان کے پاس تھی تصدیق کر رہی تھی جب کہ حال یہ تھا کہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے کفر کیا اللہ سے مدد مانگا کرتے تھے پس جب وہ ان کے پاس آگیا جسے انہوں نے پہچان لیا تو پھر بھی ان کا انکار کردیا پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔

حضرت زبیر بن عوامؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ احد کا رخ پلٹا تو میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے قریب پایا۔ جب ہم سب خوف زدہ اور بدحواس تھے تب ہم پر نیند نازل کردی گئی۔ گویا ایسی حالت تھی کہ لگتا تھا کہ اونگھ کی حالت ہم پر طاری ہوگئی ہے۔ حضرت کعب بن عمرو انصاریؓ نے حضرت بشر بن براءؓ کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر گئی اور انہیں تلوار کے گرنے کا احساس بھی نہ ہوا۔

حضورِ انور نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک درسِ قرآن کے حوالے سے فرمایا کہ یہ ایک ایسی کیفیت تھی جو بیداری اور نیند کے درمیان کی کیفیت ہوتی ہے۔ سونے سے پہلے بیچ کی ایک منزل آتی ہے جب تمام اعصاب کو سکون مل جاتا ہے۔

حضرت بشر بن براءؓ نے غزوۂ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اس زہر آلود بکری کا گوشت کھایا جو ایک یہودی عورت نے بطور تحفہ رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا تھا۔ زہر کا اثر اس قدر تھا کہ ایک سال تک آپ بغیر سہارے کے کروٹ تک نہ بدل سکتے تھے۔ پھر اسی حالت میں آپ کی وفات ہوگئی۔

حضرت بشرؓ کی وفات پر ان کی والدہ نے شدید دکھ کی کیفیت میں رسولِ کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا بشر کی طرف سلام پہنچایا جا سکتا ہے؟ حضورِ اکرم ﷺ نے اثبات میں جواب ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد بشر کی والدہ کا یہ طریق تھا کہ جب بنو سلمٰی کا کوئی شخص وفات پانے والا ہوتا تو اس کے پاس جاکر کہتیں کہ بشر کو میرا سلام پہنچانا۔

رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت میں حضرت بشرؓ کی بہن آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے بھائی کے ساتھ خیبر میں، میں نے جو لقمہ کھایا تھا اس کی وجہ سے اپنی رگوں کو کٹتا ہوا محسوس کرتا ہوں۔

حضورِ انور نے اس واقعے کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود رضی تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ تفاصیل پیش فرمائیں۔ ایک یہودی عورت نے مسلمانوں سے یہ پوچھ کر کہ آپؐ کو بکری کی دستی کا گوشت زیادہ مرغوب ہے آپؐ کی خدمت میں زہر آلود بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپؐ نے اور بشرؓ نے ایک ایک لقمہ منہ میں رکھا۔ دیگر صحابہ نے جوں ہی ہاتھ بڑھایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو روک دیا اور فرمایا کہ گوشت میں زہر ملایا گیا ہے۔ حضرت بشرؓ نے بھی یہی کہا کہ انہیں بھی اس لقمے میں زہر معلوم ہوا تھا اور دل میں خیال گزرا کہ اس کو پھینک دیں لیکن یہ سوچ کر انہوں نے ایسا نہ کیا کہ کہیں یہ عمل آپؐ کی طبیعت پر گراں نہ گزرے۔

اس واقعے کے بعد آپؐ نے اس عورت کو طلب کیا اور اس سے اس ناپسندیدہ فعل کی وجہ دریافت فرمائی۔ بعد ازاں آپؐ نے اسے معاف فرمادیا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ بعض دشمن یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات اس زہر سے ہوئی تھی۔ بعض سیرت نگار بھی آنحضرت ﷺ کو مقامِ شہادت دینے کے لئے ان روایات کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں۔ فرمایا حقیقت میں یہ بات درست نہیں ہے۔

حضورِ انور نے ریسرچ سیل کی طرف سے موصولہ ایک نوٹ پیش فرمایا۔ جس کے مطابق زہر دیئے جانے کا یہ واقعہ چھ ہجری کے

آخر یا سات ہجری کے اوائل یعنی غزوہ خیبر کے قرب کا ہے۔ آپؐ اس کے بعد چار سال تک بھرپور زندگی گزارتے رہے۔ عبادات اور دیگر معمولات میں رتی برابر فرق نہیں آیا۔ تقریباً چار سال بعد بخار اور سر درد کی کیفیت طاری ہونا اور اس کے بعد وفات پاجانا، اس کو کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ زہر کی وجہ سے چار سال بعد یہ اثر ہوا۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے دو مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

ان میں پہلا ذکر مکرم نصیر احمد صاحب ابن مکرم علی محمد صاحب آف راجن پور کا تھا۔ آپ 21 نومبر کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو راجن پور میں نائب امیر ضلع، نائب زعیم انصار اللہ اور صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم پنج وقتہ نمازی، تلاوت قرآن کریم کا اشتیاق رکھنے والے اور تبلیغ احمدیت کا جوش رکھنے والے تھے۔ آپ موصی تھے اور پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے خالد احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں جو آج کل مالی، مغربی افریقہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے آپ جنازے میں شریک بھی نہیں ہو سکے۔

دوسرا جنازہ مکرم عطاء الکریم مبشر صاحب ابن میاں اللہ دتہ صاحب کرتو ضلع شیخوپورہ حال کینیڈا کا تھا۔ آپ 13 نومبر کو 75 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم خلافت اور نظامِ جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے تھے۔ ذہین، صائب الرائے، صاف دل اور کھرے انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے اور پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے عطاء المنان طاہر صاحب مربی سلسلہ آج کل صدر انجمن احمدیہ میں نائب ناظر ہیں۔ اسی طرح ایک پوتے جاذب احمد جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیرِ تعلیم ہیں۔ آپ جماعت کے شاعر عبدالکریم قدسی صاحب کے بڑے بھائی تھے۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے اور ان کی نسلوں کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ 06 دسمبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 06 دسمبر 2019ء کو مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ آج جن بدری صحابی کا ذکر کروں گا ان کا نام حضرت ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یہ انصار کے قبیلہ اوس کے خاندان بنو واقف سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت ہلالؓ اسلام قبول کرنے والے ابتدائی لوگوں میں سے تھے۔ آپؓ غزوہ بدر، احد اور اسی طرح بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک میں آپؓ، کعب بن مالکؓ اور مرارہ بن ربیعؓ کے ساتھ ان تین صحابہ میں شامل تھے جو بغیر کسی عذر کے جنگ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔

9 ہجری میں غزوہ تبوک کے موقعے پر ان تین صحابہ کے جنگ سے پیچھے رہ جانے کے متعلق صحیح بخاری میں حضرت کعب بن مالکؓ کی بیان کردہ روایت ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوے کا ارادہ کرتے تو جنگی حکمتِ عملی کے تحت اس مہم کو مخفی رکھا کرتے تھے۔ غزوہ تبوک کے موقعے پر آپؐ سخت گرمی کے وقت نکلے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو دور دراز، غیر آباد، بیابانی سفر اور دشمن کی بڑی تعداد کے متعلق آگاہ فرمایا تاکہ تمام مسلمان تیاری کر لیں۔ گذشتہ مواقع کے برعکس اس غزوے میں آنحضرت ﷺ نے کوئی بات مخفی نہ رکھی تھی۔ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کو تیاری کرتے دیکھتا اور ہر روز تیاری شروع کرنے کا ارادہ کرتا لیکن تیاری کر نہ پاتا۔ آپ کا خیال تھا کہ وہ بآسانی تیاری کر لیں گے۔ یوں ہی رفتہ رفتہ وقت گزر گیا اور ایک روز آنحضرت ﷺ اور تمام مسلمان روانہ ہو گئے۔ آپ نے سوچا کہ سواری موجود ہے ایک دو دن بعد بھی میں رسول اللہ ﷺ سے جا ملوں گا۔ لیکن آپ اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی واپسی کی اطلاع مل گئی۔ واپسی کی خبر سن کر آپؓ کو خیال گزرا کہ آنحضرت ﷺ کے حضور کوئی بہانہ بنا دیا جائے۔ آپؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو میرے دل سے جھوٹ کے سارے خیالات نکل گئے۔ جب آپؐ واپس لوٹے تو پیچھے رہ جانے والے لوگوں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر پیش کرنے شروع کر دیئے۔ آپؐ نے سب کے عذر قبول فرمائے، بیعت لی اور ان کے لئے استغفار کیا۔ جب حضرت کعب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپؐ ناراض شخص کی طرح مسکرائے اور کعب سے غزوے میں عدم شرکت کے متعلق استفسار فرمایا۔ حضرت کعب کہتے ہیں کہ مجھے بڑے اچھے بہانے بنانے آتے ہیں لیکن اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کوئی عذر بنا کر پیش کرتا تو شاید آپؐ اس روز تو راضی ہو جاتے لیکن خدا تعالیٰ کسی اور بات پر عنقریب آپؐ کو مجھ پر ناراض کر دیتا۔ چنانچہ کعب نے اپنی صحت اور آسودہ حالی کا ذکر کر کے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی عذر نہیں تھا۔ آپ کا بیان سن کر رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اور پھر فرمایا کہ اٹھو یہاں تک کہ اللہ تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کرے۔ کعب اٹھ کر گئے تو کئی لوگ آپؓ کو ملے اور قولِ سدید پر ملامت کرتے رہے کہ اسی کے قریب لوگوں نے عذر پیش کئے اور ان کے عذر قبول ہوئے تو آپؓ کو بھی کوئی بہانہ بنا دینا چاہئے تھا۔ کعب فرماتے ہیں کہ مجھے علم ہوا کہ میرے علاوہ دو بدری صحابہ مرارہ اور ہلال بھی ہیں کہ جنہوں نے سچ سچ بیان دیا ہے تو مجھے تسلی ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ان تینوں اصحاب سے بات چیت سے منع فرما دیا تھا۔ کعب کہتے ہیں کہ ان ایام میں ہمیں مدینے کی گلیاں ویران معلوم ہوتی تھیں جیسے ہم کسی نئی جگہ آ گئے ہوں۔ اس عالم میں پچاس راتیں گزر گئیں باقی دونوں اصحاب زیادہ تر گھر پر ہی رہتے اور گریہ و زاری کرتے رہتے۔ کعب باقی دونوں کی نسبت جوان تھے چنانچہ بازاروں میں پھرتے، نمازوں میں شامل ہوتے، رسول اللہ ﷺ کی مجالس میں جاتے۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتا اور دیکھتا کہ آپؐ کے ہونٹ جواب دینے کے لیے ہلتے ہیں کہ نہیں۔ آپؐ کے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور دیکھتا کہ آپؐ مجھے دیکھتے ہیں کہ نہیں۔ ان ہی ایام میں ایک ابتلا یہ بھی آیا کہ غسان کے بادشاہ نے آپؓ کو ایک خط لکھ کر اس بات پر اکسایا کہ اگر تمہارے نبی نے تم سے قطع تعلق کر لیا ہے تو تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ یہاں ہم تمہاری خاطر مدارات کریں گے۔ آپؓ نے خط کو تنور میں ڈال دیا۔ پچاس میں سے چالیس راتیں گزریں تو رسول اللہ ﷺ کے پیام بر نے یہ فرمان سنایا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ۔ کعب نے دریافت فرمایا کہ کیا طلاق دے دوں؟ تو جواب ملا کہ قریب نہ جاؤ۔ ہلال بن امیہؓ چونکہ زیادہ ہی بوڑھے تھے چنانچہ ان کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی خدمت گزاری کی استثنائی اجازت حاصل کر لی۔ جب مقاطعے پر پچاس راتیں گزریں تو آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو

کہہ رہا تھا کہ کعب بن مالک تمہیں بشارت ہو۔ آپؓ کہتے ہیں میں فوراً سمجھ گیا کہ تکلیف دور ہوگئی ہے اور سجدے میں گر گیا۔ جب آپؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگ فوج در فوج آپؓ سے ملے اور مبارک باد دی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو دیکھا تو آپؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ آپؐ نے مبارک باد دی۔ کعب نے دریافت کیا کہ یہ اعلان آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ پھر آپؓ نے عرض کی کہ میں توبہ قبول ہونے کے عوض اپنی جائیداد سے دست بردار ہوتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جائیداد میں سے کچھ اپنے لئے بھی رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ حضرت ہلال بن امیہؓ نے امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں وفات پائی تھی۔

حضورِ انور نے تبوک سے متعلق ایک معلوماتی نوٹ بھی پیش فرمایا۔ تبوک مدینے سے شام کی جانب اس شاہراہ پر واقع ہے جو تجارتی قافلوں کی عام گزرگاہ تھی۔ یہ وادیٔ القریٰ اور شام کے درمیان ایک شہر ہے۔ اسے اصحاب الایکہ کا شہر بھی کہا گیا ہے۔ حضرت شعیبؑ یہاں مبعوث ہوئے تھے۔ غزوہ تبوک کو غزوۃ العسرہ یعنی تنگی والا غزوہ بھی کہا جاتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے بصرہ کے گورنر ابوشمر غسانی کو تبلیغی خط بھجوایا۔ جس کے جواب میں اس نے مدینے پر حملے کی دھمکی دی۔ اس جنگ کی تیاری کا سبب یہ امر بنا کہ شام کے نبطی لوگ جو تجارت کے لئے مدینے آیا کرتے تھے ان کے ذریعے آپ کو یہ خبر ملی کہ قیصرِ روم کا ایک لشکر قیصر کے ساتھ ملکِ شام میں اکٹھا ہورہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو لوگوں میں طاقت نہیں تھی۔ تاہم آپؐ نے لوگوں میں اعلان کروایا اور انہیں اس جگہ کے بارے میں آگاہ کردیا جس طرف سفر کرنا تھا تاکہ وہ تیاری کرسکیں۔

اس موقعے پر صحابہ کے ایثار اور منافقین کی سازشوں کے بھی کئی واقعات ہوئے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے نصف مال اور حضرت ابوبکرؓ کے گھر کا سارا اسباب لے آنے والا مشہور واقعہ بھی اسی موقعے کا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جو کل اثاثہ پیش کیا تھا اس کی مالیت چار ہزار درہم تھی۔ حضرت عثمانؓ نے اونٹوں اور گھوڑوں اور نقدی کی قربانی پیش کی تھی۔ اس قربانی کی وجہ سے آپؐ نے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا تھا کہ اس عمل کے بعد اب عثمانؓ کے کسی عمل پر کوئی ماخذہ نہیں۔ حضرت ابوعقیل کو ساری رات مزدوری کے عوض تقریباً چار پانچ کلو کھجوریں ملیں۔ انہوں نے آدھی بیوی بچوں کے لئے رکھ دیں اور باقی آدھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کردیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے چار ہزار چار سو درہم کا اپنا نصف مال آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش فرمایا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ اور ذکر ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شعبہ وقفِ نو کی ویب سائٹ کے اجرا کا اعلان فرمایا۔ اس ویب سائٹ پر والدین اپنے بچوں کو وقفِ نو میں شامل کرنے کے لئے لکھے گئے خطوط کے متعلق شعبے سے براہِ راست راہنمائی لے سکتے ہیں۔

واقفین نو کی تعلیم و تربیت کے لئے حضورِ انور کی ہدایات، وقفِ نو سے متعلق خلفائے احمدیت کے خطابات اور خطبات، واقفین نو کا نصاب، رسالہ اسماعیل اور مریم، اسی طرح وقفِ نو سے متعلق مختلف وڈیو کلپس بھی اس ویب سائٹ پر دستیاب ہوں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ویب سائٹ ان شاء اللہ آج سے شروع ہوگی واقفین نو اور ان کے والدین ضرور اس سے استفادہ کریں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ 13 دسمبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 دسمبر 2019ء کو مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ گذشتہ خطبے میں حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر رہا تھا اور اس ذکر میں غزوہ تبوک کا بھی ذکر آ گیا۔ حضرت ہلالؓ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہؓ میں شامل تھے۔ اسی طرح گذشتہ خطبے میں اس غزوے کی تیاری کے لئے صحابہ کی پیش کردہ قربانیوں اور منافقین کی سازشوں کا بھی ذکر ہوا تھا۔ حضورِ انور نے فرمایا آج بھی اسی تسلسل میں کچھ اور باتیں پیش کروں گا۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہ جانے کو ترجیح دینے والوں میں ایک شخص جد بن قیس بھی تھا۔ اس شخص نے عورتوں اور گھریلو ذمہ داریوں کو عذر بنایا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے اعراض کرتے ہوئے اجازت دے دی۔ اس پر سورۃ توبہ کی آیت 49 نازل ہوئی کہ اور ان میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ مجھے رخصت دے اور مجھے فتنے میں نہ ڈال۔ خبردار! وہ فتنے میں پڑ چکے ہیں اور یقیناً جہنم کافروں کو ہر طرف سے گھیر لینے والی ہے۔

مدینے میں سویلم نامی یہودی کا مکان منافقین کی سرگرمیوں کا گڑھ بنا ہوا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کو خبر ملی تو آپؐ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو وہاں بھجوایا۔ اس پر منافقین رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر معذرتیں کرنے لگے۔ اس صورتِ حال میں خدا تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت 64 نازل فرمائی جس میں منافقین کے اس خوف کا ذکر ہے کہ کہیں ان سے متعلق کوئی سورۃ نازل نہ ہوجائے۔

تبوک سے واپسی پر آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ مدینے میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ ہر سفر اور ہر وادی میں تمہارے ساتھ تھے۔ صحابہ کے استفسار پر آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کسی بیماری یا عذر نے روک لیا تھا۔

واپسی پر آنحضرت ﷺ کے استقبال کے لئے لوگ مدینے سے باہر ثنیۃ الوداع کے پاس آئے اور بعض روایات کے مطابق اس موقعے پر لڑکیوں نے استقبالیہ گیت گا کر آپ کو خوش آمدید کہا۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت تھی کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں پہنچ کر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ تبوک سے واپسی پر آپؐ چاشت کے وقت مدینے میں داخل ہوئے اور پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما رہے اور لوگ آپؐ کے پاس حاضر ہوکر جنگ سے پیچھے رہنے پر اپنے عذر پیش کرتے رہے۔ حضرت ہلال بن امیہؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ اور حضرت کعب بن مالکؓ نے کوئی جھوٹا عذر پیش نہ کیا۔ کچھ عرصہ آنحضور ﷺ ان اصحاب سے ناراض بھی رہے جس دوران یہ صحابہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھکے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی توبہ قبول کرنے کا اعلان فرما دیا۔

حضورِ انور نے دوسرے صحابی حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا۔ مرارہ کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس کے خاندان بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ صحیح بخاری اور احوالِ صحابہ کی کتب سے علم ہوتا ہے کہ آپؓ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ مرارہ ان تین انصاری صحابہ میں سے تھے جو غزوہ تبوک میں شامل نہ ہوسکے تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اس حوالے سے حضرت مرارہؓ کا علیحدہ کوئی بیان نہیں ہے۔ حضرت کعب بن مالکؓ کا ہی تفصیلی بیان ہے جو حضرت ہلال بن امیہؓ کے تعلق میں گذشتہ خطبے میں بیان ہوچکا ہے۔

تیسرے صحابی جن کا حضورِ انور نے تذکرہ فرمایا ان کا نام حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ آپؓ قبیلہ بنو نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ میں ساتواں

فرد تھا جو اسلام قبول کر کے آنحضرت ﷺ کے ساتھ شامل ہوا۔ آپؓ نے حبشہ کی جانب ہجرت کی اور بعد ازاں حضرت مقدادؓ کے ہم راہ مدینے ہجرت کر آئے۔

حضورِ انور نے اِن دونوں اصحاب کے ہجرتِ مدینہ کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا۔ ماہ ربیع الاول 2ہجری کے آغاز میں آنحضور ﷺ نے اپنے ایک قریبی رشتے دار حضرت عبیدہ بن حارثؓ کی قیادت میں ساٹھ شتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ کفار کی نقل وحرکت کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ مدینے سے دوسو کلومیٹر کے فاصلے پر ثنیۃ المرا کے مقام پر اس دستے کا عکرمہ بن ابوجہل کی قیادت میں آنے والے لشکرِ قریش سے سامنا ہوا۔ کفار کے لشکر میں دوسو مسلح نوجوان شامل تھے۔ حضرت عتبہؓ اور مقدادؓ دونوں لشکرِ کفار میں شامل ہو کر ثنیۃ المرا آ گئے تھے اور یہاں موقع پاتے ہی مسلمانوں سے آملے۔

حضورِ انور نے قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تصنیف سیرت خاتم النبیینؐ کے حوالے سے جہاد بالسیف کے آغاز اور آنحضور ﷺ کی مدافعانہ کارروائیوں کا ذکر فرمایا۔ جہاد بالسیف کی اجازت میں پہلی آیت 12 صفر 2ہجری کو نازل ہوئی۔ تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے اعلیٰ سیاسی قابلیت اور جنگی دور بینی کا ثبوت دیتے ہوئے، مسلمانوں کو کفار کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے چار تدابیر اختیار فرمائیں۔

سب سے پہلے آپؐ نے خود سفر کر کے آس پاس کے قبائل کے ساتھ باہمی امن وامان کے معاہدے شروع کئے تاکہ مدینے کے ارد گرد کا علاقہ خطرے سے محفوظ ہو جائے۔

دوسری تدبیر آپؐ نے یہ اختیار کی کہ مدینے کی مختلف جہات میں چھوٹی چھوٹی خبر رساں پارٹیاں روانہ کرنا شروع فرمائیں تاکہ قریش اور ان کے حلیف قبائل کی حرکات وسکنات پر نظر رکھی جاسکے۔

تیسری تدبیر بھی ان پارٹیوں کو بھجوانے میں ہی مضمر تھی اور وہ یہ کہ اس طرح وہ غریب اور کمزور مسلمان جو ہجرت کی طاقت نہ رکھتے تھے اور یوں کفارِ مکہ کی سختیاں جھیلنے پر مجبور تھے، انہیں مسلمانوں سے آملنے کا موقع ملتا رہے۔

چوتھی تدبیر مکے سے شام جانے والے قریش کے تجارتی قافلوں کی روک تھام کے ذریعے اختیار فرمائی۔ ان تجارتی قافلوں کا روکنا یوں ضروری تھا کہ یہ جہاں سے گزرتے وہاں مسلمانوں کے خلاف عداوت کی آگ لگاتے جاتے۔ پھر یہ قافلے مسلح ہوا کرتے تھے جن کا مدینے کے قرب سے گزرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔

تیسری بات یہ کہ قریش کا گزر بسر تجارت پر تھا۔ انہیں ظالمانہ کارروائیوں سے روکنے اور صلح پر آمادہ کرنے کا سب سے یقینی اور سریع الاثر ذریعہ یہی تھا کہ ان کا تجارتی راستہ بند کر دیا جائے۔

حضرت عتبہؓ اور ان کے آزاد کردہ غلام خباب نے مدینہ ہجرت کی تو قبا میں حضرت عبداللہ بن سلمہ عجلانیؓ اور مدینے میں حضرت عباد بن بشرؓ کے ہاں قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عتبہؓ اور حضرت ابودجانہؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کچھ اور باتیں ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

خطبے کے دوسرے حصے میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روز نامہ الفضل کے ایک سو چھ سال (106) مکمل ہونے پر لندن سے اِس کے آن لائن ایڈیشن کے آغاز کا اعلان فرمایا۔

اخبار الفضل سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 18 جون 1913ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت اور دعاؤں سے جاری فرمایا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور اور بعد میں ربوہ سے شائع ہوتا رہا۔

اس کی ویب سائٹ www.alfazlonline.org اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ اس ویب سائٹ پر الفضل کی افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے۔ اس اخبار میں ارشادِ باری تعالیٰ، فرمانِ رسولؐ، ارشاداتِ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، احمدی مضمون نگاروں کے مضامین اور اسی طرح دوسرے اہم مضامین اور نظمیں وغیرہ شائع ہوا کریں گی۔

یہ اخبار ٹوئیٹر پر بھی موجود ہے اور اس کی اینڈ رائڈ ایپ بھی بن گئی ہے۔

حضورِ انور نے اردو خواں طبقے کو اس اخبار سے استفادے کا ارشاد فرمایا نیز مضمون نگار اور شعراء حضرات کو قلمی معاونت کی طرف بھی توجہ دلائی۔

اس کے بعد حضورِ انور نے دو مرحوم خواتین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلا ذکر صاحبزادی سیدہ تنویر الاسلام صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب مرحوم ابن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ آپ 7 دسمبر 2019ء کو 91 برس کی عمر میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ میر عبدالسلام صاحب کی صاحبزادی، اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیرینہ اور مخلص صحابی حضرت میر حسام الدین صاحبؓ کی پڑپوتی جب کہ حضرت سید میر حامد شاہ صاحبؓ کی پوتی تھیں۔ حضرت میر حسام الدین صاحبؓ 1839ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ سیالکوٹ کے بڑے معروف حکیم تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ میں قیام کے دوران اِن کے مکان کے ایک حصے میں بھی مقیم رہے۔

مرحومہ صاحبزادی تنویر الاسلام صاحبہ 1928ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئیں۔ جنوری 1948ء میں ان کی شادی صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب سے ہوئی۔ 1956ء سے 2008ء تک مختلف اوقات میں تقریباً اڑتالیس برس آپ کو لجنہ اماء اللہ کی مرکزی سیکرٹری نمائش کے طور پر خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا بہت پیار کا تعلق تھا۔ تہجد کا بہت خیال رکھنے والی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔ آمین

دوسرا ذکر امریکہ کی سسٹر حاجیہ شکورہ نوریہ صاحبہ کا تھا۔ آپ یکم دسمبر 2019ء کو وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 1927ء میں پیدا ہوئی تھیں۔ احمدیت سے پہلا تعارف مکرم میر محمود احمد ناصر صاحب کے ذریعے ہوا۔ 1979ء میں آپ نے خواب میں قرآن کریم کے ایک نسخے اور کلمہ شہادت کو دیکھا۔ جس کے نتیجے میں آپ کو یقین ہو گیا کہ اسلام اور احمدیت ہی حقیقی مذہب ہے، چنانچہ آپ نے بیعت کر لی۔ 1995ء میں مرحومہ کو حج کرنے کی توفیق ملی۔ مرحومہ کو مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ پردے کی سخت پابند اور خطبات بڑی توجہ اور انہماک سے سننے والی تھیں۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے اور خدمت کے جذبے سے معمور، اخلاص میں بڑھے ہوئے اور بھی لوگ جماعت کو عطا فرمائے۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ 20 دسمبر 2019

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 دسمبر 2019ء کو مسجد مبارک اسلام آباد، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ

تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ خطبے کے تسلسل میں حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جاری رکھتے ہوئے مزید تفاصیل پیش فرمائیں۔

2 ہجری میں آنحضور ﷺ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی قیادت میں ایک سریہ نخلہ کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت عتبہؓ بھی اس سریے میں شریک ہوئے۔

حضورِانور نے سیرت خاتم النبیینؐ کے حوالے سے اس سریے کی تفصیل بیان فرمائی۔ قریشِ مکہ سے درپیش مستقل خطرے کے سبب ان کی حرکات وسکنات سے باخبر رہنے کے لئے آپؐ نے ایک آٹھ رکنی پارٹی روانہ فرمائی۔ اس سریے کے امیر کو ایک سربمہر خط اس ہدایت کے ساتھ عطا فرمایا کہ اسے مدینے سے دو دن کی مسافت طے کرنے کے بعد کھولا جائے۔ اس خط میں یہ ارشاد درج تھا کہ طائف اور مکے کے درمیان وادی نخلہ میں جاکر قریش کے حالات سے واقفیت حاصل کرو۔ راستے میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور عتبہ بن غزوانؓ کا اونٹ کھوگیا اور وہ اس کی تلاش میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔

ایک مستشرق مارگولیس نے لکھا ہے کہ ان دونوں نے جان بوجھ کر اپنا اونٹ چھوڑ دیا تھا اور اس بہانے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں جاں نثارانِ اسلام کی زندگی کا ایک ایک واقعہ ان کی شجاعت اور فدائیت پر شاہد ہے۔ ان میں سے ایک بئر معونہ میں کفار کے ہاتھوں شہید ہوا اور دوسرا کئی خطرناک معرکوں میں نمایاں حصہ لے کر بالآخر عراق کا فاتح بنا۔ ان کے بارہ میں ایسا شبہ کرنا مسٹر مارگولیس ہی کا حصہ ہے۔

اس پارٹی میں شامل اصحابؓ نے اخفائے راز کی غرض سے سر کے بال منڈوا دیے تھے تاکہ راہ گیر انہیں عازمین عمرہ گمان کریں۔ مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی پارٹی نخلہ میں انفارمیشن اکٹھی کرنے میں مصروف تھی کہ ایک روز طائف سے مکے کی جانب رواں قریش کے ایک قافلے سے ان کا سامنا ہوگیا۔ نخلہ کا علاقہ حرم کی سرحد پر واقع تھا اور بعض لوگوں کے نزدیک ابھی حرمت والا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا۔ لیکن افشائے راز سے خوف زدہ ہوکر مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ قافلے پر حملہ آور ہوکر یا تو انہیں قتل کردیا جائے یا قیدی بنالیا جائے۔ اس حملے کے نتیجے میں ایک کافر قتل جب کہ دو قید ہوگئے۔ ایک شخص فرار ہونے میں کامیاب رہا اور باوجود کوشش کے مسلمان اسے پکڑ نہ سکے۔ مسلمان سامانِ غنیمت لے کر جلد جلد مدینے کی طرف لوٹ آئے۔

اس موقعے پر مارگولیس صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ محمد (ﷺ) نے یہ دستہ دیدہ دانستہ قافلے کو لوٹنے کے لئے شہر حرام بھیجا تھا۔ لیکن ہر عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایسی مختصر پارٹی کو اتنے دور دراز علاقے میں، دشمن کے ہیڈ کوارٹر کے نزدیک غارت گری کے لئے نہیں بھیجا جاسکتا۔ جب آپؐ کو صحابہؓ کے قریش کے قافلے پر حملے کا علم ہوا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور مالِ غنیمت لینے سے انکار کردیا۔

دوسری جانب قریش نے مسلمانوں کی طرف سے شہر حرام کی حرمت کو توڑنے پر بڑا شور مچایا۔ قتل ہونے والا شخص عمرو بن الحضرمی ایک مال دار آدمی اور عتبہ بن ربیعہ، رئیسِ مکہ کا حلیف تھا۔ سو اس واقعے نے قریش کی آتشِ غضب کو خوب بھڑکایا۔ اس موقعے پر سورۃ البقرہ کی آیت 218 نازل ہوئی جس میں کفار کی جانب سے مسلمانوں کو شہر حرام سے روکنے، اور وہاں آباد لوگوں کے شہر بدر کئے جانے کو، حرم میں لڑنے سے زیادہ برا قرار دیا گیا۔

رؤسائے قریش اسلام کیخلاف اپنے خونی پراپیگنڈے حرمت والے مہینوں میں بھی جاری رکھتے تھے۔ ان مہینوں میں ان کی مفسدانہ کارروائیوں میں مزید شدت آجاتی یہاں تک کہ کمال ڈھٹائی اور بے حیائی سے اپنے دل کو جھوٹی تسلی دینے کے لئے وہ عزت والے مہینوں کو آگے پیچھے بھی کردیا کرتے تھے جسے وہ نسی کے نام سے پکارتے تھے۔

جب قریش اپنے دونوں آدمیوں کو مسلمانوں کی قید سے آزاد کرانے کے لئے آئے تو چونکہ اس وقت تک سعد بن ابی وقاصؓ اور عتبہ بن غزوانؓ واپس نہیں پہنچے تھے، اور خدشہ تھا کہ اگر وہ قریش کے ہاتھ لگ گئے تو قریش انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لئے آنحضور ﷺ نے ان دونوں کی واپسی تک قیدیوں کو چھوڑنے سے انکار کردیا۔ جب سعدؓ اور عتبہؓ دونوں مدینہ پہنچ گئے تو آپؐ نے قریش کے دونوں قیدیوں کو آزاد کردیا۔ ان میں سے ایک شخص پر آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ کا ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کرلیا اور واپس جانے سے منکر ہوگیا۔

حضرت عتبہ بن غزوانؓ کو جنگِ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہونے کی سعادت ملی۔ آپؓ، رسول اللہ ﷺ کے ماہر تیراندازوں میں سے تھے۔

حضرت عمرؓ نے عتبہؓ کو آٹھ سو آدمیوں کے ہم راہ بصرہ کی طرف روانہ فرمایا تاکہ وہ ابلہ مقام کے لوگوں سے لڑیں۔ روانگی کے وقت حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہؓ کو اسلامی آداب جہاد پر مبنی زریں ہدایات سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عتبہؓ کو فتح عطا فرمائی۔ آپؓ نے ابلہ مقام پر بصرہ شہر کی حد بندی کی۔ آپؓ پہلے شخص تھے جس نے بصرہ کو شہر بنایا اور آباد کیا۔

حضرت عمرؓ نے جب عتبہؓ کو بصرے کا گورنر مقرر فرمایا تو وہ فارس کے قدیم شہر خریبہ میں مقیم ہوئے۔ یہ وہی شہر ہے جس کے نزدیک بعد میں جنگِ جمل بھی ہوئی تھی۔

14 ہجری میں مسلمانوں کے موسم سرما گزارنے کے لئے حضرت عتبہؓ کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے پانی اور چراگاہوں والی سرزمین تلاش کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس پر حضرت عتبہؓ نے مسلمانوں کو بصرہ میں آباد کیا۔ یہاں بانس سے مکان بنائے گئے اور مسجد تعمیر کی گئی۔

حج کے موقعے پر حضرت عتبہؓ اپنی جگہ قائم مقام مقرر فرماکر خود مکہ تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ سے ملاقات میں آپؓ نے استعفیٰ پیش کرنا چاہا جسے حضرت امیر المومنینؓ نے منظور نہ فرمایا۔ روایت میں آتا ہے کہ اس پر حضرت عتبہؓ نے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ! اب مجھے اس شہر کی طرف دوبارہ نہ لوٹانا۔ چنانچہ آپؓ اپنی سواری سے گر پڑے اور 17 ہجری میں انتقال فرماگئے۔

حضورِانور نے دوسرے صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا۔ آپؓ کا تعلق انصار کے قبیلے خزرج کی شاخ بنوساعدہ سے تھا۔ سعد کی کنیت ابوثابت یا ابوقیس بیان کی جاتی ہے۔

آپؓ قبیلہ خزرج کے نقیب اور سخی سردار تھے۔ تمام غزوات میں انصار کا پرچم ان کے پاس رہتا۔ حضرت سعدؓ زمانہ جاہلیت میں عربی لکھنا جانتے تھے۔ تیراکی اور تیراندازی میں مہارت رکھنے والے صاحبِ وجاہت وفراست شخصیت تھے۔ آپؓ اور ان کے آباء واجداد اپنے قلعے میں جانوروں کو ذبح کرواکے ان کا گوشت تقسیم کیا کرتے تھے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ نے بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقعے پر اسلام قبول کیا تھا۔

حضورِانور نے سیرت خاتم النبیینؐ کے حوالے سے بیعتِ عقبہ ثانیہ کی مزید تفاصیل بیان فرمائیں۔

13 نبوی میں حج کے موقعے پر اوس اور خزرج کے آدمی مکہ آئے۔ ان میں ستر افراد ایسے شامل تھے جو یا تو مسلمان ہوچکے تھے یا مسلمان ہونا چاہتے تھے۔ مصعب بن عمیر بھی ان افراد میں شامل تھے۔ آپ کی ماں پکی مشرکہ تھی جسے مصعب حضورِ اکرم ﷺ سے ملاقات کے بعد ملنے گئے۔ جب آپؓ نے اپنی ماں کو بت پرستی

خلاصہ خطبہ جمعہ 27 دسمبر 2019ء

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 دسمبر 9102ء کو مسجد بیت الفتوح، مورڈن، سرے، لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبے میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بنو ساعدہ سے تھا اور آپؓ تمام قبیلہ خزرج کے رئیس تھے۔ آنحضرت ﷺ کے عہدِ مبارک میں ان کا شمار ممتاز ترین صحابہ میں ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ آنحضور ﷺ کی وفات پر بعض صحابہ نے انہی کو خلافت کے لئے پیش کیا تھا۔ آپؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئے۔

حضرت سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہم نے جب اسلام قبول کیا تو ان سب نے اپنے قبیلہ بنو ساعدہ کے بت توڑ ڈالے۔ حضرت سعدؓ قبیلہ بنو ساعدہ کے نقیب مقرر کئے گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت سعدؓ اور طلیب بن عمیرؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ قبیلہ اوس اور خزرج میں ایسا کوئی گھر نہ تھا جس میں چار شخص پے در پے فیاض ہوں سوائے دُلیم پھر ان کے بیٹے عبادہ پھر سعد اور پھر قیس کے یعنی حضرت سعدؓ کا خاندان سخاوت میں اپنی مثال آپ تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو سعد آپؐ کی خدمت میں روزانہ گوشت اور ثرید کا ایک بڑا پیالہ بھجوایا کرتے تھے۔ حضرت زید بن ثابتؓ کے بیان کے مطابق مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سب سے پہلا ہدیہ جو گندم کی روٹی کے ثرید پر مشتمل تھا آپؓ لے کر حاضر ہوئے۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کو اس میں شریک فرمایا۔ اسی موقعے پر حضرت سعدؓ بھی ایک بڑا پیالہ لے کر حاضر ہوئے جو ان کے غلام نے سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ یہ کافی بڑا پیالہ تھا جس میں ثرید اور ہڈیاں تھیں۔ آپؐ نے سات ماہ حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر پر قیام کیا اس دوران حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت اسعد بن زرارہؓ کا پیالہ بلاناغہ آپؐ کی خدمت میں آتا رہا۔

ایک مرتبہ آنحضور ﷺ حضرت سعد بن عبادہؓ کی درخواست پر ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ نے آپؐ کی خوب خاطر تواضع کی۔ سعد نے آنحضور ﷺ سے غسل کا عرض کیا، آپؐ نے غسل فرمایا پھر سعد نے آپؐ کی خدمت میں عمدہ رنگین لحاف پیش کیا جسے آپؐ نے اپنے گرد لپیٹ لیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر سعد اور ان کے اہلِ خانہ کے لئے دعا کی۔

علامہ ابن سیرین کے بیان کے مطابق حضرت سعد بن عبادہؓ اکثر اسی اہلِ صفہ کو کھانا کھلانے کے لئے اپنے ہم راہ لے جاتے تھے۔ صحابہ عموماً ان غربا کا خیال رکھتے تھے اور سب سے زیادہ خیال رکھنے والے حضرت سعد بن عبادہؓ تھے۔

آنحضور ﷺ مدینہ تشریف آوری کے اگلے برس ماہِ صفر میں ابوا مقام پر تشریف لے گئے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت آمنہؓ کی قبر بھی ہے۔ غزوہ ابوا کا دوسرا نام غزوہ ودان بھی بیان کیا جاتا ہے۔ جہاد بالسیف کی اجازت صفر دو ہجری میں نازل ہوئی۔ قریش کے خونی ارادوں اور خطرناک کارروائیوں کے مقابلے کے لئے آپؐ اسی ماہ مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر مدینے سے نکلے۔ روانگی سے قبل آپؐ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو اپنے پیچھے امیر مقرر فرمایا۔

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہر وہ سفر جس میں آپؐ جنگ کی حالت میں شریک ہوئے ہوں غزوہ کہلاتا ہے خواہ وہ خصوصیت کے ساتھ لڑنے کی غرض سے نہ کیا گیا ہو۔

حضرت سعد بن عبادہؓ کی غزوہ بدر میں شرکت کے متعلق دو آرا بیان کی جاتی ہیں۔ واقدی، مداینی اور ابنِ قلبی کے نزدیک یہ بدر میں شامل ہوئے تھے جب کہ ابنِ اسحاق وغیرہ کے مطابق آپؓ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ طبقات الکبریٰ کی ایک روایت کے مطابق آپؓ غزوہ بدر کے لئے انصار کے گھروں میں جا کر انہیں تیار کر رہے تھے کہ اس دوران آپؓ کو کتے نے کاٹ لیا چنانچہ آپؓ غزوہ بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ روانگی سے قبل حضرت سعدؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عضب نامی تلوار تحفتاً پیش کی، آنحضور ﷺ نے غزوہ بدر میں اسی تلوار کے ساتھ شرکت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ کو غزوہ بدر کے مالِ غنیمت میں سے حصہ عنایت فرمایا تھا۔ حضرت سعدؓ غزوہ احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔

حضرت سعد نے آپؐ کی خدمت میں ایک گدھا بھی تحفتاً پیش کیا تھا اسی طرح آپؐ کی سات زرہوں میں سے ایک لوہے کی زرہ بھی حضرت سعد بن عبادہؓ نے غزوہ بدر پر روانگی کے بعد بھجوائی تھی۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ غزوہ بدر سے قبل ایک مرتبہ حضرت سعد بن عبادہؓ

ترک کر کے قبولِ اسلام کی دعوت دی تو اس نے شور مچا دیا اور قسم کھا کر اعلان کیا کہ وہ کبھی اسلام قبول نہ کرے گی اور اپنے رشتے داروں کو اشارہ کیا کہ وہ مصعب کو پکڑ کر قید کر لیں مگر وہ ہوشیار تھے جلدی سے بھاگ کر نکل گئے۔

آنحضرت ﷺ کو حضرت مصعبؓ کے ذریعے انصار کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔ ایک اجتماعی ملاقات کی ضرورت کے باعث مراسمِ حج کے بعد ایک تاریخ مقرر کی گئی اور طے پایا کہ نصف شب کے قریب سب لوگ گذشتہ سال والی گھاٹی میں حضورِ اکرم ﷺ سے آکر ملیں۔ آپؐ اپنے چچا عباس کے ساتھ وہاں پہنچے۔ عباس گو ابھی مشرک تھے لیکن حضور ﷺ سے محبت رکھتے تھے اور خاندان بنو ہاشم کے رئیس تھے۔ سب سے پہلے حضرت عباسؓ نے ہی گفتگو کا آغاز کیا اور انصار کو حضور ﷺ کے ارادۂ ہجرت سے آگاہ کیا۔ انصار کی جانب سے ایک معمر بااثر بزرگ البراء بن معرور نے جواباً کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ بھی اپنی زبانِ مبارک سے کچھ فرمائیں اور جو ذمہ داری ہم پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ بیان فرمائیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے قرآن شریف کی بعض آیات تلاوت فرمائیں اور ایک مختصر تقریر میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ جیسے تم اپنے رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح مجھ سے معاملہ کرو۔ اس موقعے پر ان ستر باوفا اصحاب نے حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ آپؐ نے حضرت موسیٰ کی سنت کے مطابق انصار میں سے 12 نقیب مقرر فرمائے۔

قریشِ مکہ کو اپنے جاسوسوں کے طفیل اس معاہدے اور بیعت کی بھنک پڑ گئی چنانچہ وہ صبح ہوتے ہی اہلِ یثرب کی قیام گاہوں پر آئے اور باز پرس کرنے لگے۔ اوس اور خزرج میں سے بت پرست افراد کو چونکہ اس بارے میں کوئی خبر نہیں تھی سو انہوں نے قریش کو یقین دلایا کہ ایسا کچھ نہیں۔ کچھ دیر بعد کسی ذریعے سے قریش کو اطلاع ہوگئی کہ واقعی اہلِ یثرب نے آنحضرت ﷺ سے کوئی عہد و پیمان کیا ہے۔ جس پر بعض لوگوں نے اہلِ یثرب کا پیچھا بھی کیا، قافلہ تو نکل گیا لیکن سعد بن عبادہ کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کو قریش پکڑ لائے اور خوب زدوکوب کیا۔ آخر کار جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب نے انہیں ظالم قریش کے ہاتھ سے چھڑایا۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق میں ابھی کچھ اور ذکر ان شاء اللہ آئندہ خطبے میں بیان ہوگا۔

کی عیادت کو جارہے تھے کہ آپؐ کا گزر ایک ایسی مجلس کے پاس سے ہوا جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول بھی موجود تھا جو ابھی مسلمان نہ ہوا تھا۔ آپؐ مجلس کے پاس ٹھہرے اور انہیں قرآن کریم سنایا اور اسلام کی تعلیم دی۔ عبداللہ نے آپؐ سے بدتمیزی کا رویہ دکھایا جس سے آنحضورﷺ کو سخت تکلیف ہوئی اور آپؐ نے اس کا ذکر حضرت سعد بن عبادہؓ سے بھی کیا۔ حضرت سعدؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہﷺ اس بستی والوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنا سردار بنالیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس حق کی وجہ سے جو اس نے آپؐ کو عطا فرمایا ہے یہ منظور نہ کیا تو وہ حسد کی آگ میں جل گیا۔ یہ سن کر آپؐ نے اس سے درگزر کیا اور اس کی ایذا دہی پر صبر کرتے رہے۔

غزوہ بدر کے موقعے پر نبی کریمﷺ نے صحابہ سے مشاورت کی۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے رائے دینا چاہی تو آپؐ نے ان سے اعراض فرمایا۔ پھر حضرت سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہؐ! آپؐ ہم سے مشورہ طلب کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر آپؐ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم انہیں ڈال دیں گے۔ غرض انصار کی جانب سے حضرت سعدؓ کی اس پر خلوص تقریر کے بعد آپؐ نے خروج کا ارادہ فرمایا۔

غزوِ احد سے قبل ایک جمعے کی شام حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ ہتھیار پہنے مسجدِ نبوی میں رسول اللہﷺ کے دروازے پر صبح تک پہرہ دیتے رہے۔ غزوِ احد کے لئے جب نبی کریمﷺ مدینے سے نکلنے لگے تو حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ زرہیں پہنے ہوئے آپؐ کے آگے آگے تھے۔ باقی لوگ آنحضرتﷺ کے دائیں اور بائیں تھے۔

غزوہ احد سے واپسی پر قریش کے لوگ روحا مقام پر ٹھہرے اور یہاں ان کو خیال آیا کہ مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا ہے چنانچہ واپس جا کر مدینے پر اچانک حملہ کر دینا چاہئے جس کا مسلمان مقابلہ نہ کرسکیں گے۔ دوسری جانب آپؐ قریش کے تعاقب میں نکلے اور حمراالاسد مقام تک پہنچے۔ قریشی لشکر کو جب نبی کریمﷺ کی آمد کی خبر ملی تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت سعدؓ اس موقعے پر تیس اونٹ کھجوریں لائے جو اسلامی لشکر کے لئے وافر تھیں اسی طرح اونٹ بھی ذبح کئے جاتے رہے۔

ربیع الاول 4 ہجری میں رسول اللہﷺ نے یہود کے قبیلہ بنو نضیر کے قلعوں کا پندرہ روز تک محاصرہ کیا۔ نبی کریمﷺ نے ان لوگوں کو خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس غزوے کے اموالِ غنیمت کی تقسیم کے موقعے پر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد انصار کے احسانات کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اگر انصار چاہیں تو یہ سارا مال انصار اور مہاجرین میں برابر تقسیم کر دیا جائے۔ اس صورت میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات قائم رہے گی۔ لیکن اگر انصار پسند کریں تو یہ سارا مال مہاجرین میں تقسیم کر دیا جائے اور اس صورت میں مؤاخات کے ذریعے انصار جو سلوک مہاجرین کے ساتھ کر رہے ہیں اس کی ضرورت نہ رہے گی۔ حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ دونوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! آپؐ یہ اموال مہاجرین میں تقسیم فرمادیں اور مہاجرین ہمارے گھروں میں اسی طرح ہوں گے جیسے پہلے تھے۔ یعنی مؤاخات کے ذریعے ہمارے گھروں میں آنے جانے کا ان کا حق برقرار رہے گا۔ تمام انصار نے یک زبان ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ! ہم راضی ہیں۔ اس پر رسول اللہﷺ نے فرمایا اے اللہ! انصار اور انصار کے بیٹوں پر رحم فرما۔

حضرت سعدؓ کی والدہ حضرت عمرہ بنت مسعودؓ صحابیہ تھیں۔ ان کی وفات اس وقت ہوئی جب رسول اللہؐ غزوہ دومۃ الجندل کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ غزوہ ربیع الاول 5 ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت سعدؓ اس غزوے میں حضورﷺ کے ہم رکاب تھے۔ سعدؓ نے آپؐ سے نمازِ جنازہ پڑھانے کی درخواست کی چنانچہ آنحضورﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی حالانکہ ان کی وفات کو ایک مہینہ ہو چکا تھا۔

حضرت سعد بن عبادہؓ نے رسول کریمﷺ سے عرض کی کہ میری والدہ نے وصیت نہیں کی تھی۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا وہ ان کو مفید ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ سعد نے عرض کی کہ کون سا صدقہ آپؐ کو زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا پانی پلاؤ۔ چنانچہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک کنواں کھدوایا اور اسے اپنی والدہ کے نام سے موسوم کر دیا۔ علامہ ابوطیب شمس الحق نے سنن ابو داؤد کی شرح میں اس روایت کے ذیل میں لکھا ہے کہ آنحضرتﷺ نے سب سے افضل صدقہ پانی پلانے کو قرار دیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان ایام میں پانی کمیاب تھا۔

خطبے کے اختتام پر حضورِانور نے فرمایا کہ ابھی حضرت سعد بن عبادہؓ کا ذکر چل رہا ہے، ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 5، 08، 19، 26 نومبر، 3، 10، 17، 24 دسمبر 2019ء، 03 جنوری 2020ء)

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نئے سال کی مبارک باد

مکرم پروفیسر مبارک احمد عابدؔ صاحب

سورج نے نیا کرنوں کا انداز دیا ہے
گُلدانِ زمانہ میں نیا پھول سجا دیا ہے
یوں وقت نے ہے اپناقدم آگے بڑھایا
دنیا میں نئے سال کا آغاز ہوا ہے

پھیلا ہے صُبحِ نَو کا نیا نور چمن میں
نَوخیز اُجالے ہیں ہر اِک کوہ و دمن میں
عُمروں میں تفاوت ہوا بدلے ہیں مہ وسال
تقویم میں بھی فرق ہے صفحاتِ زمن میں

آقا ہوں نئے سال کے لمحات مبارک
ہرجا پہ ہراک گام ہوں دن رات مبارک
جوآپ کے آنگن میں برتی رہے پریتم
ہر آن وہ خوشیوں کی ہو برسات مبارک

اے قافلۂ سالارا! ترا عزمِ قیادت
یا سیدی! یہ آپ کی پُر نُور سیادت
اِمسا ل بھی یہ مہدئ دوراں کی ضَو کی
کچھ اور بھی پھیلائے گی اس دنیا میں جُودت

آقا یہ نیا سال ہو خوشیوں کا خزانہ
خوشبوئے خلافت سے مہک اُٹھے زمانہ
ہرسمت ہو یوں امن واماں ، چاہتِ انساں
گائے یہ جہاں سارا اخوت کے ترانہ

پیغام

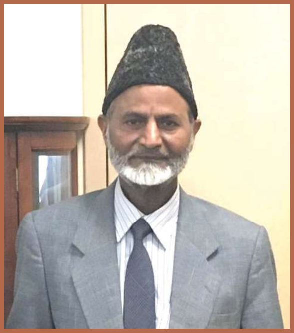

عزم نو

نئے سال کے آغاز پر خوشی منائی جائے یا فکر کیا جائے؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

عام لوگ نئے سال کے موقع پر خوشیاں مناتے ہیں اور پلان بناتے ہیں کہ کس طرح اس خوشی کے موقع کو بھرپور طریقہ سے منایا جائے۔ حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو یہ فکر والی بات ہے کہ ہماری زندگی کے سالوں میں سے ایک اور کم ہو گیا۔ لہذا ایک مومن کو اس موقع پر جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے مقصد کو کس حد تک حاصل کیا ہے اور اگر اس میں کہیں کمی رہ گئی ہے تو سالِ نو میں اسے کیسے پورا کرنا ہے۔

یہ کام ہم احمدیوں کے لئے بہت آسان ہے۔ کیونکہ ہم دنیا کے وہ خوش قسمت لوگ ہیں کہ جس نے مامورِ زمانہ کو مانا ہے اور ہم میں اس کا جانشین، اس کا خلیفہ موجود ہے۔ ہمارا کام بس اتنا ہے کہ جن باتوں کی طرف وہ ہمیں توجہ دلائیں ہم ان پر عمل کرتے جائیں۔

آئیں ہم سالِ نو کے آغاز پر اپنے پیارے امام کی تاکیدی ہدایات میں سے تین ہدایات پر غور کریں کہ گزشتہ سال میں ہم نے ان پر کیسے عمل کیا اور نئے سال میں کیسے عمل کریں گے۔

اول: عبادتوں کے معیار میں بہتری

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں بارہا اپنے خطبات وخطابات میں توجہ دلائی ہے کہ مامورِ زمانہ کو ماننے والوں کی

عبادات کا معیار دوسروں سے بہت بہتر ہونا چاہئے۔ آیئے ہم عہد کریں کہ اگر ممکن ہوتو ہم پانچوں نمازیں باجماعت مسجد میں ادا کریں۔ اگر ایسا ممکن نہ ہوتو فجر اور مغرب یا عشا اپنی قریبی مسجد / مرکز صلوٰۃ میں یا گھر میں باجماعت ادا کریں گے۔

دوم: روزانہ ایم ٹی اے دیکھنا

ہم عہد کریں کہ اپنے پیارے امام سے رابطہ میں رہنے کے لئے ہم خطباتِ جمعہ اور خطابات کے علاوہ دیگر پروگرام ایم ٹی اے پر کم ازکم ایک گھنٹہ روزانہ اپنے افرادِ خانہ کے ساتھ بیٹھ کر دیکھیں گے۔

سوم: ایک دن تبلیغ کے لئے وقف کرنا

اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہمیں دنیا کے بہترین ملک کینیڈا میں لایا ہے جہاں امن ہے اور ہمیں مکمل آزادی ہے۔ ہمیں نہ صرف اس بات کی آزادی ہے کہ ہم اپنے مذہب پر عمل کریں بلکہ اس کی تبلیغ بھی بلاخوف وخطر سارے ملک میں کریں۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم ہفتہ میں ایک دن اسلام احمدیت کی تبلیغ کے لئے وقف کریں گے۔ اور اس طرح کہ اس دن کا سارا وقت دعوت الی اللہ کے کسی نہ کسی کام میں صرف کریں گے۔

آیئے ہم عزمِ نو کریں کہ ہم:

1۔ روزانہ کم ازکم دو نمازیں باجماعت ادا کریں گے۔

2۔ روزانہ کم ازکم ایک گھنٹہ فیملی کے ساتھ ایم ٹی اے دیکھیں گے۔

3۔ ہر ہفتہ ایک دن تبلیغ کے لئے وقف کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سالِ نو کے اس عزم کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انسانوں اور حیوانوں میں فرق

قارئین کرام! آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ حیوان اور انسان، جسے حیوان ناطق کہا جاتا ہے، کی زندگی میں کیا فرق ہے؟ دیکھا جائے تو حیوان بھی انسانوں کی طرح خوراک کے محتاج ہیں۔ انہیں بھی پیاس لگتی ہے، نیند آتی ہے جیسے ہمیں آتی ہے۔ ان کی طرف سے بھی کم و بیش اسی طرح کے ایثار اور قربانی کے جذبات کا اظہار ہوتا ہے جیسا کہ انسانوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ تو وہ کیا خاص چیز ہے جو ہم میں اور حیوانوں میں فرق کرتی ہے؟

نماز کیا ہے؟

قارئین کرام! وہ نماز ہے اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا کی محبت، اسی کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا۔ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں یہ سیرتِ کفار ہے۔'' (ملفوظات۔ جلد3، صفحہ 188)

پھر ایک اور موقع پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

''سو تم نمازوں کو سنوارو اور خدا تعالیٰ کے احکام کو اس کے فرمودہ کے بموجب کرو۔ اس کی نواہی سے بچے رہو، اس کے ذکر اور یاد میں لگے رہو۔ دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع و سجود میں دعا کا موقع ہے دعا کرو اور غفلت کی نماز کو ترک کر دو۔ رسمی نماز کچھ ثمرات مترتب نہیں لاتی اور نہ وہ قبولیت کے لائق ہے۔ نماز وہی ہے کہ کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے کے وقت تک پورے خشوع و خضوع اور حضورِ قلب سے ادا کی جاوے اور عاجزی اور فروتنی اور انکساری اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح ادا کی جاوے کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہی تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو۔'' (ملفوظات۔ جلد3، صفحہ 176-177)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

مصائب کے دور میں الٰہی جماعتوں کی ترقی کے راز

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں

مکرم مولانا سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو دی جانے والی موعود بیٹے کی بشارتوں کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مامورین کو نہ صرف ان کی زندگی میں ہی بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے مقصدِ بعثت کو تکمیل کے آخری مراحل تک پہنچانے کی ضمانت دیتا اور اس کے سامان بہم مہیا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں ایک طرف جماعت احمدیہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تعلیمات کی روشنی میں مضبوط بنیادوں پر استوار کیا تو دوسری طرف الٰہی جماعتوں کی ترقی کے رہنما اصول بیان فرمائے۔ جس کے نتیجہ میں احباب جماعت کو باور اور ذہن نشین کرایا کہ الٰہی جماعتوں کی ترقی کا راستہ بہت دشوار اور کٹھن ہوتا ہے، منزل کو پانے کے لئے تلخی کی زندگی کو قبول کرنا پڑتا ہے، راستہ کے کانٹے زخموں سے چور کر دیتے ہیں، بھوک و پیاس کی شدت نڈھال کر دیتی ہے مگر یہی ابتلاء اور مشکلات جب صبر اور دعا کا روپ دھار لیتے ہیں تو ترقی کا زینہ بن جاتے ہیں۔

ذیل میں قارئین کی خدمت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر و تقریر کے چند ایسے ہی نمونے پیش کرنے کی توفیق پاتا ہوں جو مصائب اور مشکلات کی ساعتوں میں ہماری ہمت بندھاتے ہیں اور کامیابی و کامرانی کی ضمانت دیتے ہیں۔

انبیاء کی جماعتوں کی ترقی اور ابتلاء یہ دو توام بھائی ہیں

"انبیاء کی جماعتوں کی ترقی اور ابتلاء یہ دو توام بھائی ہیں جو ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے۔ ابتدائی سے ابتدائی زمانے میں بھی ابتلاء آتے ہیں اور ترقی کے انتہائی زمانے میں بھی ابتلاء آتے ہیں۔ اس طرح ابتدا سے انتہا تک ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جب نبی ایک منفرد وجود ہوتا ہے اور اس پر صرف ایک یا دو آدمی ایمان لانے والے ہوتے ہیں، اس وقت بھی ابتلاء آتے ہیں اور انتہائی عروج کے وقت، جب اس سلسلہ کو ترقی پر ترقی حاصل ہو رہی ہوتی ہے اس وقت بھی ابتلاء آتے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ کو پہلے دن بھی مسائل و مشکلات سے گذرنا پڑا اور آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو مختلف قسم کے ابتلاء پیش آئے اور اس کے بعد جب ترقیات کا زمانہ آیا، اس وقت بھی ان ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ نہیں ہوا کہ رسول کریم ﷺ اپنی زندگی میں کسی دن اس خیال کے ساتھ سوئے ہوں کہ اب تمام مشکلات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اور وہ تمام مسائل جو مسلمانوں کی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتے تھے حل ہو چکے ہیں۔ نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا خیال کیا، نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا خیال کیا، نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا خیال کیا۔ اور نہ کبھی ہماری جماعت کو ایسا خیال کرنا چاہئے۔ یہ چیزیں الٰہی سلسلوں کے ساتھ وابستہ ہیں اور کبھی کوئی روحانی جماعت ان کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ غرض جب تک کوئی قوم مرنے کے لئے تیار نہ ہو وہ زندہ نہیں ہو سکتی کیونکہ زندگی موت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک دانہ مٹی میں نہیں ملتا شگوفہ نہیں نکلتا۔ بچہ پیدا نہیں ہوتا جب تک رحم کی تاریکیوں میں سے نہیں گذرتا۔ اسی طرح کوئی قوم بھی ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ ایک موت اختیار نہ کرے۔"

(تفسیر کبیر۔ جلد ہفتم، صفحہ 581)

ہماری ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ابتلاء آئیں

"ہماری جماعت کے لئے اس زمانہ میں وہ مشکلات نہیں ہیں جو پہلے زمانے میں اور قوموں کے لیے تھیں۔ گو میں سمجھتا ہوں کہ مشکلات کسی نہ کسی رنگ میں ہیں لیکن پہلے جیسی مشکلات ابھی نہیں ہیں۔ لیکن تعجب نہیں کہ وہی مشکلات ہماری قوم کو بھی آ جائیں جو پہلی قوموں کو پیش آتی رہی ہیں کیونکہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اسے اتنی ہی قربانیاں نہ کرنی پڑیں جتنی پہلی قوموں کو کرنی پڑی تھیں۔ پس ہماری ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ابتلاء آئیں اور ایسے ایسے ابتلاء آئیں جن میں جان، مال، اولاد، وطن وغیرہ چھوڑنے پڑیں۔ ... میرا منشا یہ ہے کہ ہماری جماعت کو ہر وقت ہر ایک قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ یہ اور بات ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت پر کسی اور رنگ میں ابتلاء لے آئے یا اپنے فضل سے ایسے ابتلا لائے جو سخت نہ ہوں۔ مگر انسان کا کام یہی ہے کہ وہ ہر وقت اس کے لیے تیار رہے کہ اگر مجھے کسی وقت وطن، مال، اولاد اور جان قربان کرنا پڑے تو کر دوں گا۔"

(خطباتِ محمودؒ۔ جلد 5، صفحہ 33-34)

بڑے انعاموں کے لئے قربانیاں بھی بڑی ہی کرنی پڑتی ہیں

"تم لوگ یہ بات خوب یاد رکھو کہ بڑے انعاموں کے لیے قربانیاں بھی بڑی ہی کرنی پڑتی ہیں۔ اور یہ قربانیاں صرف مال سے ہی نہیں ہوتیں بلکہ اور بھی بہت طرح سے ہوتی ہیں۔ اب تو ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص چندہ دیتا ہے وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں نے اپنی طرف سے کافی قربانی کر دی ہے۔ لیکن بڑے بڑے انعام ایسے نہیں ملا کرتے وہ قومیں جنہوں نے بڑے انعامات حاصل کئے ہیں انہوں نے اپنا سب کچھ، کیا مال کیا جان، کیا اولاد، کیا وطن، کیا جائیدادیں قربان کیا ہے۔ اس وقت اگر ایسی ضرورت نہیں کہ اس طرح کی قربانیاں کی جائیں تو ہر ایک یہ نیت تو کر لے کہ اگر کبھی ضرورت پڑی تو میری عزت، میرا وطن، میرا مال، میری اولاد، میرا علم، اور میری جان غرضیکہ کسی چیز کو خدا کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہ کروں گا اور جو کچھ بھی ہو گا سب کچھ خدا کے لئے قربان کرنا پڑے گا تو کر دوں گا۔"

(خطباتِ محمودؒ۔ جلد 5، صفحہ 36)

مومن اور کافر دونوں کو مصائب اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے

"خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو جگانے کے لئے مصائب نازل کرتا رہتا ہے۔ مومنوں کے لئے ان مصائب کا نام

اس نے ابتلا رکھ دیا ہے اور منکروں کے لئے عذاب۔ مومنوں کے لئے صرف عزت کے لئے اور نام رکھ دیا تا ان کے احترام میں فرق نہ آئے اور تا دنیا یہ نہ کہے کہ خدا اور رسولوں کو ماننے والے بھی عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں۔ ورنہ چیز ایک ہی ہے۔ ...

مومن اور کافر دونوں کو مصائب اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے مگر نام دونوں کے لئے الگ الگ رکھ دیئے گئے۔ کافر کی تکالیف کا نام عذاب اور مومن کی تکالیف کا نام ابتلا رکھ دیا گیا۔ پھر مقصد بھی ایک ہی ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ غافل لوگ بیدار ہوں اور جو بیدار ہو چکے ہیں وہ اور ترقی کریں۔ مگر بعض ان عذابوں اور ابتلاؤں سے ترقی کرنے کی بجائے ٹھوکر کھاتے ہیں اور اپنی اپنی حالت کے مطابق اور پیچھے جا پڑتے ہیں۔ مومن تو فائدہ اٹھاتا ہے لیکن جس کے ایمان میں خلل ہو وہ ٹھوکر کھا جاتا ہے۔"

(خطباتِ محمودؒ۔ جلد 12 صفحہ 313، 314)

خدا تعالیٰ ابتلاؤں کے ذریعہ پاک وصاف کرنا چاہتا ہے

"انبیا کے ماننے والوں کو ہر قسم کے ابتلا میں ڈالا جاتا ہے۔ جو ان میں سے کامیابی سے گذرتے ہیں وہی خدا کے فضلوں کے وارث ہوتے ہیں۔ نبی آتے ہی اس لئے ہیں کہ لوگوں کو پاک وصاف کریں۔ اور اس کے لئے نبی کو ماننے والوں کو مختلف حالتوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ مگر اس سے ناواقف کئی لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ جب سے ہم احمدی ہوئے ہیں تب سے ہم پر مصائب آ رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ابتلاؤں کے ذریعے انہیں پاک وصاف کرنا چاہتا ہے۔ پس سوال تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ مجھ پر ابتلا کیوں نہیں آئے؟ جس شخص پر ابتلا نہ آئے اسے ڈرنا چاہئے کہ کہیں میرے ایمان میں تو نقص نہیں کہ میرا امتحان نہیں لیا گیا۔ دیکھو اگر ایک شخص پڑھے گا ہی نہیں تو اس کا امتحان کیا لیا جائے گا۔ اسی کا امتحان لیا جائے گا جس نے کچھ اسباق پڑھے ہوں۔ اسی طرح جن کے دلوں میں ایمان ہوتا ہے ان پر ابتلا بھی آتے ہیں اور ابتلاؤں کا آنا اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس نے کوئی ایمانی سبق حاصل کیا ہے۔ ہاں ابتلاؤں میں استغفار بھی ضرور کرنا چاہئے کیونکہ بعض دفعہ انسان ابتلاؤں میں ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ ابتلا آنے کی خواہش نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر ابتلا آ جائے تو پھر دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بد نتائج سے محفوظ رکھے اور درجات میں بلندی دے۔"

(خطباتِ محمودؒ۔ جلد 11 صفحہ 23۔24)

ابتلا خود مانگنا پسندیدہ بات نہیں

"ابتلا خود مانگنا پسندیدہ بات نہیں۔ لیکن اگر کوئی ابتلا آئے تو اس سے بہتر سے بہتر فائدہ اٹھانا مومن کی شان ہے۔ دیکھو جب طوفان آتے ہیں تو علاقوں کے علاقے برباد ہو جاتے ہیں۔ یہ عذاب ہوتا ہے۔ مگر یہی پانی ہوتا ہے جب اس سے گورنمنٹ بجلی نکالتی ہے تو کتنا مفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان کے حملوں کو قابو میں لا کر فائدہ اٹھانا مومن کی شان ہے نہ کہ اس سے گھبرانا۔ میں دیکھتا ہوں کہ جہاں سلسلہ کی مخالفت بند ہو جاتی ہے وہاں سلسلہ کی ترقی بھی بند ہو جاتی ہے اور جہاں مخالفت ہوتی ہے وہاں جماعت ترقی کرتی جاتی ہے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو مخالفتوں سے ڈرنا نہیں چاہئے۔"

(خطباتِ محمودؒ۔ جلد 11 صفحہ 512)

ہر تکلیف اور مخالفت کے وقت صبر سے کام لینا سیکھیں

"بعض اوقات مخالفت کا ہونا عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک نعمت ہوتی ہے اور اس کا مٹنا اخلاق اور تربیت کو برباد کر دیتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ ہماری جماعت مخالفتوں سے گھبرائے اسے خوش ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی ترقی کے سامان مہیا کئے ہیں۔ اور ایسے ذرائع مخالفتوں کو مٹانے کے اختیار نہیں کرنے چاہئیں جو سختی کا پہلو رکھتے ہوں۔ اخلاق کی درستی کے لئے صبر جیسی عظیم الشان درس گاہ اور کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی خاص قدرت کا تو اور حال ہے مگر انسانی تدابیر میں سے صبر بہت مفید چیز ہے۔ جو ہر قسم کے اخلاق میں اصلاح پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے ذریعے دشمن سے دشمن کا دل موہ لیا جا سکتا ہے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہر تکلیف اور مخالفت کے وقت صبر سے کام لینا سیکھیں۔ جلدی جوش میں نہ آ جایا کریں۔ کیا کوئی خلافِ منشا بات دیکھ کر اس لئے انہیں جوش آ جاتا ہے کہ وہ زیادہ ہو گئے ہیں اور قوت کے ساتھ مخالفت کو مٹا سکتے ہیں۔ جس غرض کے لئے وہ کھڑے ہوئے ہیں اس کے لحاظ سے تو ان کی تعداد کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم دنیا فتح کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں کیا اس کے لئے ہماری کثرت کافی ہو گئی ہے۔ یاد رکھو جب تک ہم دنیا میں کم از کم سو میں دس احمدی نہیں ہو جاتے اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے جس کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کو مخالفت کے مقابلہ میں جوش آتا ہے تو معلوم ہوا وہ سمجھتا ہے اس نے کام کر لیا اور اسے اطمینان حاصل ہو گیا۔ حالانکہ ہم تو ابھی منزلِ مقصود کے ابتدائی حصوں تک بھی نہیں پہنچے۔ کجا یہ کہ انتہائی درجے حاصل کر چکے ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ صبر اور استقلال کے ساتھ اس مقصد کو پورا کریں جس کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ راہ اختیار نہ کریں جو دین اور اخلاق کے لئے مضر ہو۔ آمین"

(خطباتِ محمودؒ۔ جلد 11 صفحہ 514۔515)

امام ایک ڈھال کے طور پر ہوتا ہے

"جماعت کی غرض یہ ہوا کرتی ہے کہ افراد اپنے طور پر کام نہ کریں بلکہ اجتماعی کام ایک فیصلے کے ماتحت کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا الامام جنة یقاتل من ورائه یعنی امام ایک ڈھال کے طور پر ہوتا ہے اور جماعت کو اس کے پیچھے ہو کر لڑنا چاہئے۔ وہ انسان ہرگز عقلمند نہیں کہلائے گا جو دشمن پر حملہ تو کرے لیکن ڈھال کو اپنے پیچھے کر لے۔ ایسے شخص کو ڈھال کا بوجھ اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ڈھال کا منشا یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ حملہ آور کے حملہ کو روکا جائے۔ اور اگر یہ غرض پوری نہ ہو تو نہ صرف یہ کہ ڈھال کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ ایک زائد بوجھ ہوگا جو سپاہی کی چستی کو کم کر دے گا۔ جنگ کا اصول یہی ہے کہ جتنا ہلکا پھلکا سپاہی ہو، اتنی ہی زیادہ عمدگی کے ساتھ وہ جنگ کر سکے گا۔ اور اگر وہ ڈھال سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو اس کی ڈھال ایک زائد بوجھ شمار کی جائے گی۔ بعینہٖ اسی طرح امام بھی ایک بوجھ ہوتا ہے کیونکہ انسان فطرتی آزادی محسوس کرتا ہے جسے وہ امام کی اتباع کے ذریعہ قربان کر دیتا ہے۔ پہلے وہ ہر کام اپنی مرضی سے کر لیا کرتا تھا۔ مگر اب اسے بہت سے کاموں میں امام سے مشورہ لینا پڑتا ہے یا بہت سے کاموں میں اسے امام کے فیصلہ کی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔ پس یہ زائد بوجھ اگر ہمارے لیے مفید نہ ہو تو یقیناً نقصان دہ ہوگا۔ اور اگر ہم اس سے وہی فائدہ حاصل نہیں کرتے جو اس کا مقصد مقرر کیا گیا ہے تو اس بوجھ کے اٹھانے کا دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ جس طرح ڈھال کے متعلق کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے اپنے پیچھے کر لے اور ایسا کرنے والے کو ہر انسان بیوقوف سمجھے گا اسی طرح رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ الامام جنة یقاتل من ورائه یعنی اگر تم کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہو تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس کو آگے رکھو اور آپ پیچھے رہو۔ لیکن اگر تم خود آگے رہتے ہو اور اسے پیچھے کرتے ہو تو تم اس بیوقوف کی طرح ہو جو ڈھال کو اپنے پیچھے کرتا ہے اور پھر دشمن پر حملہ آور ہوتا ہے۔"

(خطباتِ محمودؒ۔ جلد 14 صفحہ 52)

ابتلاؤں کی بھٹی ایمانوں کو جلا دیتی ہے

حقیقی اور غیر حقیقی یقین کرنے والوں میں فرق کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو ایسے ابتلاؤں سے گذارتا ہے جس میں اس کا ایمان چمک اٹھتا ہے۔ اور دنیا پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ ابتلاؤں کی بھٹی ان کے ایمانوں کو اور زیادہ جلا دیتی ہے۔ جب ابتلا آتے ہیں، مصائب کی آندھیاں اٹھتی ہیں، حوادث کے پہاڑ گرتے ہیں، اس وقت ایمان رکھنے والوں کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہو جاتے اور ان کے ایمان از سرِ نو تازہ ہو جاتے ہیں۔ مگر دوسرے شخص گھبرا جاتے ہیں، وہ پریشان ہو جاتے ہیں اور ان کی پریشان خاطری ظاہر کر دیتی ہے کہ حقیقی استقامت ان کے دلوں میں موجود نہیں۔ پس ایمان تازہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہے اور جو شخص ان ابتلاؤں سے گھبراتا ہے وہ دنیا پر یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ گویا اسے حقیقی ایمان نصیب نہیں۔''

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 14 صفحہ 57)

ہم خدا تعالیٰ کی گود میں ہیں

''اگر ہم یہ امید کریں کہ ہمارے راستہ میں ابتلا آئیں اور گورنمنٹ اسے ہٹاتی جائے یا ابتلا آئیں اور پبلک انہیں دور کرتی چلی جائے تو دراصل وہ چیز جس کو خدا تعالیٰ نے ایمان کے اظہار کے لے پیدا کیا ہے، ہم اسے مٹاتے اور اپنے ایمانوں کو مخفی رکھنا چاہتے ہیں۔ ... پس مشکلات کا دلیری سے مقابلہ کرو، نہ تم گورنمنٹ سے درخواست کرو کہ وہ تمہاری مدد کرے اور نہ تم پبلک سے اپیل کرو کہ وہ اس فتنہ کو روکے۔ تمہاری اپیل صرف ایک ہی ذات کے سامنے ہونی چاہئے اور وہ تمہارا خدا ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہم زندہ خدا کی جماعت ہیں اور یقیناً سچ ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس نے اپنی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لیے مبعوث کیا اور یہ یقیناً سچ ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہم نے اس مامور کو جو اس نے بھیجا صدقِ دل سے تسلیم کیا اور یہ یقیناً سچ ہے تو پھر یقیناً یہ بھی سچ ہے کہ دنیا کی کوئی قوم، دنیا کی کوئی طاقت اور دنیا کی کوئی حکومت ہمیں مٹا نہیں سکتی۔ ہم رسول کریم ﷺ سے وابستگی کی وجہ سے اور ان بشارات کی وجہ سے جو پہلی کتب میں آپ کے متعلق ہیں، وہ کونے کا پتھر ہیں کہ جو ہم پر گرے گا وہ چکنا چور ہو جائے گا اور جس پر ہم گریں گے اسے بھی پیس کر رکھ دیں گے۔ پس یہ خیال کرنا کہ دنیا کی مخالفتیں، دنیا کی شرارتیں اور دنیا کی عداوتیں ہمارا کسی قسم کا نقصان کر سکیں گی، بالکل غلط ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کی گود میں ہیں اور جو خدا تعالیٰ کی گود میں ہو، اسے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ ہم پر ابتلا آتے ہیں تو آنے دو۔ یہ ویسے ہی ابتلا ہیں جیسے بچہ جب اپنی ماں کی گود میں ہوتا ہے تو بعض دفعہ اس کی صحت کی خاطر اسے دودھ پلانا بند کر دیتی ہے۔ وہ اپنے بچے کی دشمن نہیں ہوتی بلکہ اس کی صحت کی محافظ ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ بھی بعض اوقات ہمیں مصائب میں ڈالتا ہے تو اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہماری اصلاح ہو جائے اور پیش آمدہ ابتلاؤں سے بچنے کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نہ اپنی اصلاح چاہتے ہیں اور نہ ان کے نتیجے میں جو اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوا کرتے ہیں، وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔''

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 14 صفحہ 60-61)

سارے نبیوں کے مخالفوں کا ہمیں یہی دستور دکھائی دیتا ہے

''تم کسی ایک نبی کے منکر کی مثال ہی میرے سامنے پیش کرو کہ بڑا شریف، بڑا نیک اور بڑا پارسا تھا، تو میں مان لوں گا کہ ان منکروں کو بھی شریف بن کر رہنا چاہئے۔ اور تب آپ لوگوں کا حق ہے کہ ان سے شرافت اور انسانیت کے نام پر اپیل کریں۔ لیکن اگر سارے نبیوں کے مخالفوں کا ہمیں یہی دستور دکھائی دیتا ہے کہ وہ گالیاں دیتے آئے، انبیاء کے ماننے والوں کو ستاتے اور دکھ دیتے آئے، انہیں مارتے اور پیٹتے رہے، ان پر پتھر برساتے رہے، اور بالمقابل ہمیں یہ نظر آتا ہو کہ نبی کے ماننے والوں نے ہمیشہ گالیاں کھائیں، تکالیف برداشت کیں، دکھ سہے، رنج و غم برداشت کئے تو پھر اب بھی ہمارا کام ہے کہ ہم گالیاں کھائیں اور ان کا کام ہے کہ وہ گالیاں دیں۔ ... اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے اور یقیناً تھے تو پھر آپؑ کے منکروں کو یقینی طور پر وہی نمونہ دکھانا چاہئے تھا جو ہمیشہ سے انبیا منکرین دکھاتے چلے آئے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ ابراہیمؑ کے منکروں کی طرح ہمارے لئے آگ جلائیں اور اس میں ڈال دیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ عیسیٰؑ کے منکروں کی طرح ہمیں صلیب پر لٹکائیں۔ پھر ان کا فرض ہے کہ وہ رسولِ کریم ﷺ کے منکروں کی طرح ہمیں وہنے وطن سے بے وطن کر دیں۔ ہمیں موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کریں اور ہر رنگ میں تکلیف اور اذیت پہنچا کر کر خیال کریں کہ وہ نیکی کا کام کر رہے ہیں۔ ... رسولِ کریم ﷺ کے زمانہ کا ہی واقعہ ہے۔ جب آپؐ نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی چٹھیاں لکھیں تو اس وقت ہرقل نے کہا کہ عرب کا کوئی آدمی بلواؤ جس سے میں اس نبی کے حالات دریافت کروں۔ ابوسفیان حاضر ہوا تو اس نے پوچھا۔ اس کی قوم اسے مانتی ہے یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا: نہ صرف مانتی نہیں بلکہ مخالفت کرتی ہے۔ ہرقل نے کہا یہی انبیاء کے مخالفین کیا کرتے ہیں۔''

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 14 صفحہ 66)

جتنا جتنا کوئی شخص گند ظاہر کرتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ اپنے آپ کو قابلِ رحم ثابت کرتا ہے

''رسولِ کریم ﷺ کی مثال دیکھ لو، جب آپ طائف میں تبلیغِ اسلام کے لئے گئے تو دشمنوں نے آپؐ پر پتھر برسائے۔ آپؐ اس تکلیف کی وجہ سے لہولہان ہو گئے اور جب آپ آ رہے تھے تو آپ کو الہام ہوا کہ اے محمد! اگر تو چاہے تو ابھی ان پر عذاب نازل کر کے ان کا تختہ الٹ دوں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا ناواقفی کی وجہ سے کیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ہم لوگ رسولِ کریم ﷺ سے زیادہ تبلیغ کرنے والے ہیں۔ اگر رسولِ کریم ﷺ کی قوم تبلیغ کے باوجود جاہل کہلا سکتی تھی تو ہماری قوم تبلیغ کرنے کے باوجود کیوں جاہل نہیں کہلا سکتی۔ جتنا جتنا کوئی شخص گند ظاہر کرتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ اپنے آپ کو قابلِ رحم ثابت کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص زیادہ بیمار ہو جائے تو کیا تم اس کا سر پھوڑ دیا کرتے ہو۔ یا زیادہ لائق ڈاکٹر سے اس کا علاج کراتے ہو۔ پس اس وقت وہ جتنی زیادہ مخالفت کرتے ہیں تمہارا فرض ہے کہ تم اتنے ہی جوش سے ان کے لئے دعائیں کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری سے کام لو اور اپنے حلقہ تبلیغ کو اور زیادہ وسیع کرو۔ جس وقت تمہیں یہ چیزیں حاصل ہو جائیں گی، تمہاری کامیابی یقینی ہو گی۔''

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 14 صفحہ 69)

شہد کے چھتے پر اگر کوئی شخص پتھر مارے تو اس سے شہد ہی ٹپکے گا

''میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دشمن کیا اگر انگریز اور جرمن اور چین اور جاپان اور روس اور اٹلی وغیرہ تمام حکومتیں بھی مل جائیں تب بھی وہ ہمیں تباہ نہیں کر سکتیں۔ اور اگر تباہ کر دیں تو یقیناً ہمارا سلسلہ جھوٹا ہے۔ بنی نوع انسان تمام کے تمام مل جائیں، امرا، غربا، علما و ادبا، بڑے اور چھوٹے، عالم اور جاہل، مرد اور عورتیں اجتماعی حیثیت میں بھی ہمارے سلسلہ کو مٹا دیں۔ تو اس میں کوئی شبہ نہیں ہو گا اور یہ بات یقینی ہو گی کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نعوذ باللہ جھوٹا اور ہم بھی اپنے دعویٰ میں کاذب ہیں۔ مشرق اور مغرب کے لوگ، شمال

اور جنوب کے باشندے بھی اگر مل جائیں تو وہ ایک تنکا کے برابر بھی ہمیں اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہیں کر سکتے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا سلسلہ ہے اور وہ خود اس کا محافظ اور نگران ہے۔ تمہارا کام ہے کہ تم محبت اور پیار سے لوگوں کو سمجھاؤ۔ اور اگر کوئی مخالفت میں بڑھتا ہی چلا جاتا ہے تو تم اس کے لئے دعاؤں میں بڑھتے چلے جاؤ۔ کیونکہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہو۔ اگر وہ گالیاں دیتے ہیں تو دیں کیونکہ ان کے پاس گالیوں کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ مگر تمہارا فرض ہے کہ تم نرمی اور محبت کا ثبوت پیش کرو۔ کیونکہ تمہارے پاس یہی چیز ہے جس سے کامیابی ہوگی۔ وہ اگر گالیاں بھی دیں تو جیسے شہد کے چھتے پر اگر کوئی شخص پتھر مارے تو اس سے شہد ہی ٹپکے گا۔ اسی طرح تمہارا فرض ہے کہ تم گالیوں کے جواب میں دعائیں دو۔

یہ مت خیال کرو کہ نرمی سے کیا بنتا ہے۔ دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ نرمی کا اثر ہوتا ہے اور آخر سخت دل بھی جھکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پس تم ثابت کر دو کہ تمہارے اندر نیکی اور تقویٰ ہے۔ اگر مخالف پتھر مارتے ہیں تو تم دعائیں دو، گالیاں دیتے ہیں تو انہیں برداشت کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرو کہ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ اور یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو گے تو اس کی نصرت اور تائید ایسے رنگ میں ظاہر ہوگی کہ انسانی تدابیر اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی۔“

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 14، صفحہ 71۔72)

پس آج جب ہم بحیثیت جماعت مصائب اور ابتلاؤں کے دور سے گزر رہے ہیں اور بعض ممالک میں تو آزادانہ طور پر اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے سے بھی قاصر ہیں، تو ان حالات میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مندرجہ بالا حوصلہ افزا تحریرات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

الٰہی جماعتیں مشکلات اور ابتلاؤں کے دور میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی لو لگاتی ہیں اور صبر اور دعاؤں سے ہی کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ثباتِ قدم اور استقامت بخشے، ہمیں اپنی عملی اور اخلاقی حالتوں کو بہتر کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں۔

آمین یارب العالمین

نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لجنہ اماء اللہ ناروے کی طرف سے مؤرخہ 6 دسمبر 2019ء کو منعقد کئے گئے ایک نعتیہ مشاعرہ کے لئے لکھے گئے چند اشعار۔ طرح مصرع تھا۔

”وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے“

محترمہ عفیفہ نجم صاحبہ، ناروے

جہالت کی گھٹا چھائی تھی گھنگھور
فجور و فسق کی آندھی تھی پُرزور
بدی کا، شرک کا ہر سَمت شور
ہوا ظاہر ہدایت کا قمر ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

عدّو ڈھونڈیں، یہ طاقت ہی کہاں تھی
میرے مولیٰ نے دی، اُن کو اماں تھی
شبِ ہجرت تو حد درجہ گراں تھی
وہ غارِ ثور میں جو کی بسر ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

وہ آیا، نور بکھرا چار سُو ہے
ضیائے حق سے روشن، کُو بکُو ہے
رواں فیضِ الٰہی جُو بجُو ہے
وہی شافع، وہی تو معتبَر ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

سفیرِ امن، خُلق اُس کا حسیں ہے
خدائی نُور سے روشن جبیں ہے
وہی تو رحمۃٌ لِلعالَمِین ہے
وہی خاتَم نبی اور تاجوَر ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

بھگائے ہُبل اور لات و منات
گناہ گاروں کو دلوائی نجات
رہِ حق پر چلے، چھوڑیں خُرافات
دعاؤں کا دیا رختِ سفر ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

محبت کا وہ بحرِ بیکراں ہے
ہدایت کا وہ اِک زندہ نشاں ہے
زمانے میں کوئی اُس سا کہاں ہے
وہ خود محبوب کا نورِ نظر ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

کئے عرفان کے چشمے تھے جاری
تھی حق کی بات، تب دنیا پہ بھاری
لگائی شرک پر اِک ضرب کاری
کیا تسخیر اُس نے، بَحر و بَرّ ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

لگایا اُس نے جو طیب شجر ہے
گھنی شاخیں ہیں اور شیریں ثمر ہے
اِسی کی چھاؤں میں اعلیٰ اجر ہے
درود اُس پر جو بھیجے بار ور ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

رشتوں کی بتا دی اُس نے پہچان
بیٹی کو دیا اُس نے بڑا مان
وجودِ زن کو دلوائی ہے اِک آن
وہی محسِن، وہی تو راہبر ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

محبت کے بنیں ہم ایک پیکر
سبق اسلام کا ہم کرلیں ازبر
حقیقی عشق کا ہم پہنیں زیور
چلیں اُس پر کہ جو اُس کی ڈگر ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرکہ آراء تقاریر فرمودہ 1919ء

مکرم مولانا طارق حیات صاحب، مربی سلسلہ ربوہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہونے والے مبشر وموعود بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفاتِ حسنہ سے زمانہ آگاہ تھا حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب بسنے والے مگر آپؑ کی پہچان سے محروم لوگ بھی اپنی بولی میں طنزاً کہا کرتے تھے، کہ جیسا باپ ویسا ہی بیٹا۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود پیشخبری عطا فرمائی تھی کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس قربت ومماثلت کے صرف ایک پہلو کا نمونہ پیش ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے قلمی جہاد کے بارہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے اپنی زندگی کے ابتدائی انیس سال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قربت وسایۂ عاطفت میں گزارے۔ ان سالوں کا جائزہ بتاتا ہے کہ آپؓ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلطانِ نصیر بن کر اپنے قلمی جہاد کا آغاز بہت چھوٹی عمر میں فرمایا۔ مضمون نگاری کے ساتھ ساتھ مجالس میں نکاتِ معرفت ارشاد فرمانے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جو آپؓ کے دورِ خلافت میں روز افزوں رہا اور اس 52 سالہ دور کی تصنیفات و تالیفات، خطبات و مجالسِ ارشاد کا صرف اور صرف بلحاظ کمیت ملاحظہ ہی انسان کو حیرت واستعجاب میں مبتلا کردیتا ہے کہ کس طرح خارق عادت رنگ میں آپؓ علم و معرفت بانٹتے تھے کہ گویا بنگالہ کی بارش کے قطرے گر رہے ہوں۔

خطبات جمعہ، عیدین ونکاح

سال 1919ء کا اس بابت جائزہ بتاتا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سال میں ایسے 42 خطبات جمعہ ارشاد فرمائے، جن کا متن یا خلاصہ شائع ہوسکا، یہ مواد 221 صفحات پر مطبوعہ ہے۔

جب اس سال آنے والی عید الفطر اور عید الاضحی کے خطبات کے علاوہ دورانِ سال حضرت فضل عمرؓ کے ارشاد فرمودہ 3 خطبات نکاح کے بھی متن محفوظ ہیں۔

سال 1919ء کی دیگر تصنیفات کے حوالہ سے تاریخ احمدیت کے مختلف ماخذوں کا مطالعہ بتاتا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماہ فروری میں لاہور کا سفر بغرض علاج اختیار فرمایا، لیکن اس قیام کے دوران متعدد معرکۃ الآراء لیکچرز بھی ارشاد فرمائے۔

اصلاحِ اعمال کی تلقین

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 16 فروری 1919ء کو حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ کے مکان پر مندرجہ بالا عنوان سے تقریر فرمائی جس میں تزکیۂ نفس اور روحانی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ یہ علمی مضمون پُر درد نصائح سے بھرپور ایک ولولہ انگیز خطاب تھا، اسے اخبار روزنامہ الفضل قادیان نے اپنے 11 مارچ 1919ء کے شمارہ میں طبع کیا اور اب انوار العلوم کی جلد چہارم کے صفحہ 225 سے 243 پر شائع شدہ ہے۔

اسلام اور تعلقات بین الاقوام

مورخہ 23 فروری کو ایک لیکچر بریڈ لا ہال لاہور میں مذکورہ عنوان سے ارشاد فرمایا، اس اجلاس کی صدارت حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحبؓ نے کی۔ جنگِ عظیم اول کے بعد عالمی حالات کے تناظر میں اس اہم تقریر کو ریویو آف ریلجنز اردو نے اپنے ستمبر اور اکتوبر 1919ء کے شماروں میں 30 صفحات پر خلاصۃً درج کیا۔ اس عالمی جنگ کے نتیجہ میں اتحادی افواج کے ہاتھوں مسلم سلطنتِ عثمانیہ کی حالت نازک ہوچکی تھی۔

اسلام میں اختلافات کا آغاز

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قیام لاہور کے دوران دوسرا لیکچر 26 فروری کو مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کے زیر انتظام حبیبیہ ہال میں ارشاد فرمایا۔ اس کا عنوان تھا: ''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' اس جلسہ کے صدر معروف علمی شخصیت جناب پروفیسر سید عبد القادر صاحب ایم اے، مؤرخ اسلام تھے۔ سید صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا کہ آج کے لیکچرار اس عزت، اس شہرت اور اس پائے کے انسان ہیں کہ شائد ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ آپؓ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا۔

افتتاحی تقریر کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی کے دورِ خلافت میں عبد اللہ ابن سبا اور اس کے باغی اور مفسد ساتھیوں کی سازشوں اور فتنہ انگیزیوں پر اتنی تفصیلی روشنی ڈالی اور تاریخ اسلام کی گمشدہ کڑیوں کو اس طرح منکشف اور مربوط فرما کر سامنے رکھ دیا کہ بڑے بڑے صاحبانِ علم وفہم بھی حیران رہ گئے۔

خاتمہ تقریر پر صدر مجلس جناب پروفیسر سید عبد القادر صاحب نے فرمایا:

''حضرات! میں نے تاریخی اوراق کی کچھ ورق گردانی کی ہے اور آج شام جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے۔ اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کرسکتا ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحبؓ کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفل مکتب ہوں۔

پھر اپنی اور حضرت مصلح موعودؓ کی غیر معمولی علمیت کی روشنی کا ایک تقابل کیا۔ پھر کہا کہ جس فصاحت اور جس علمیت سے جناب مرزا صاحبؓ نے اسلامی تاریخ کے ایک نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔

اور جب اگلے سال 1920ء میں یہ لیکچر طبع ہوا تو جناب پروفیسر سید عبد القادر صاحب نے اس کے آغاز میں ایک تمہیدی نوٹ بھی شامل کروایا جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم ظاہری و باطنی سے پر ہونے کا ایک واضح اظہار تھا۔ اسلامی تاریخ کی واقفیت کے اساسی اصول دینے والے اس لیکچر پر اہلِ پیغام کے آرگن پیغام صلح نے بھی توصیفی نوٹ شائع کیا۔ اس لیکچر

کوفضلِ عمر فاونڈیشن نے انوارالعلوم کی جلد چہارم کے صفحہ 247 سے 335 پر شائع کیا ہے۔

عرفانِ الٰہی

سال 1918ء کا جلسہ سالانہ دسمبر 1918ء کی بجائے مارچ 1919ء میں منعقد ہوا، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ کے پہلے دن (16 مارچ) کی اپنی تقریر میں عرفانِ الٰہی جیسے دقیق مضمون کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ اور عرفانِ الٰہی اور تزکیۂ نفس کے ذرائع بتاتے ہوئے نکاتِ معرفت کے دریا بہادیئے۔ یہ تقریر عرفانِ الٰہی کے نام سے مطبوعہ ہے اور مجموعہ انوارالعلوم کی جلد چہارم میں صفحہ 339 سے صفحہ 391 تک موجود ہے۔

خطاب جلسہ سالانہ 1918ء

سال 1919ء کی خاص بات ہے کہ اس سال کے دوران 2 جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوئے۔ مورخہ 17 مارچ 1919ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خطاب فرمایا جو 37 صفحات پر مشتمل انوارالعلوم میں شائع شدہ ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطاب میں جماعت کے انتظامی شعبہ جات اور متفرق تربیتی امور کے حوالہ سے بات کی۔

ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض

جنگ عظیم اول میں اتحادی افواج نے مسلم سلطنت ترکی کی شان و شوکت خاک میں ملادی تھی۔ گو ابھی صلح کی شرائط طے نہ ہوئی تھیں مگر صدیوں تک ایک وسیع و عریض حدودِ اربعہ پر حکمرانی کرنے والی عظیم الشان سلطنت کا مستقبل صاف صاف مخدوش نظر آرہا تھا۔ جس کی وجہ سے مسلمانانِ ہند میں شدید تشویش پائی جاتی تھی۔ دیگر مختلف کارروائیوں کے علاوہ ماہ ستمبر 1919ء کے اواخر میں لکھنو میں ایک آل انڈیا مسلم کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں حکومت کے خلاف منظم طریقہ سے صدائے احتجاج بلند کرنے کی تجویز زیرِ غور آئی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس کانفرنس میں بطور خاص دعوت دی گئی تھی۔ گو حضورؓ اپنی ناسازیٔ طبع اور بعض دوسری وجوہات کی بنا پر تشریف نہ لے جاسکے۔ مگر آپؓ نے اپنے قلم سے مسئلہ ترکی کے متعلق ایک مفصل مضمون لکھ کر کانفرنس کے لئے بھجوایا جو ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض کے عنوان سے کتابی شکل میں چھپ گیا۔

اس کا انگریزی ایڈیشن The Future of Turkey کے نام سے طبع شدہ ہے۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس مضمون میں اس موقع کو نازک قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی ظاہری شان و شوکت سخت خطرے میں ہے۔ اور پورا یقین دلایا کہ جماعت احمدیہ ترکوں کی سلطنت سے ہر طرح ہمدردی رکھتی ہے۔ کیونکہ باوجود اختلاف عقیدہ رکھنے کے ان کی ترقی سے اسلام کے نام کی عظمت ہے۔ اور پھر اسی پر اکتفا نہ کر کے ترکی کے مستقبل کو آئندہ خطرات سے محفوظ کرنے کے لئے نہایت مدبرانہ رنگ میں ایک متوازن، قابل عمل اور ٹھوس اور موثر سکیم تجویز فرمائی۔ اس سکیم میں آپؓ نے خاص طور پر اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ترکوں کے مستقبل کے بارہ میں جن طاقتوں کو فیصلہ کرنا ہے ان میں صرف برطانیہ ہی ایک ایسی طاقت ہے جو اگرچہ مسلمان نہیں کہ مذہباً ترکوں کی ہمدرد ہو، لیکن وہ اپنی مسلمان رعایا کے جذبات و احساسات کی وجہ سے کسی حد تک مسلمانوں کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ جیسا کہ حکومت حجاز کا نیم سرکاری اخبار قبلہ کئی دفعہ اقرار کر چکا ہے۔ پس ہمیں برطانیہ پر اور زیادہ زور دینا چاہئے کہ ترکی کو اور دوسری حکومتوں کے سپرد نہ کیا جائے۔

آزمائش کے بعد ایمان کی حقیقت کھلتی ہے

مسٹر ساگر چند بیرسٹرایٹ لاء نے ولایت سے واپسی پر 6 دسمبر 1919ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دن بارہ بجے مسجد مبارک قادیان میں ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس موقع پر حضورؓ نے ان کو نصائح فرمائیں جو اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل نے نقل کر کے اپنے 11 دسمبر 1919ء کے شمارہ میں شائع کیں۔ اور اب کتابی شکل میں انوارالعلوم جلد چہارم میں قریباً 20 صفحات پر طبع ہیں۔

خطاب جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1919ء

سال 1919ء میں منعقد ہونے والے دوسرے جلسہ سالانہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تین خطابات فرمائے ان میں سے صرف 27 اور 28 دسمبر کی دو تقاریر کا متن ہی 161 صفحات پر مشتمل ہے۔ جو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحت اور دیگر مصروفیات کو دیکھتے ہوئے بلاشبہ ایک اعجاز ہے۔

اس جلسہ کے موقع پر حضورؓ کی 27 دسمبر کی تقریر مسجد نور قادیان میں ہوئی۔ جو قریباً 55 صفحات پر پھیلی ہوئی انوارالعلوم کی جلد چہارم میں طبع شدہ ہے۔

تقدیرِ الٰہی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ 1919ء کے موقع پر تین تقاریر فرمائیں۔ جن میں سے ایک تقریر تقدیرِ الٰہی کے اہم اور نازک موضوع پر تھی۔ بعد میں حضورؓ نے اس تقریر پر نظرِ ثانی اور اضافہ جات کے ساتھ خود مرتب کر کے کتابی شکل میں تیار کیا۔ حضورؓ نے اپنی کتاب میں مسئلہ تقدیر پر ایمان کی ضرورت و حقیقت، تقدیر و تدبر، تقدیرِ عام اور تقدیرِ خاص کے پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ اور تقدیر سے متعلق شبہات کا پوری طرح ازالہ فرمایا۔ علم و معرفت سے لبریز یہ تقریر انوارالعلوم کی جلد چہارم میں یک صد صفحات پر طبع شدہ ہے۔

یقیناً حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سال کے دوران سینکڑوں صفحات پر مشتمل جو علوم و معرفت کے موتی عطا فرمائے وہ بلاشبہ آپؓ کے سخت ذہین و فہیم، علوم ظاہری و باطنی سے پر ہونے پر دال اور رہتی دنیا تک شرق و غرب میں بسنے والی نسل انسانی کے لئے موجبِ رہنمائی ہیں۔

غزل

مکرم شعیب ناصر صاحب

دلوں میں نفرتیں رکھ کر بھی مسکرانا تھا
منافقت کا بھی انداز مخلصانہ تھا

اِس ایک جرم پہ ڈھایا گیا تھا گھر میرا
جو نعرہ لکھا تھا دیوار پہ مٹانا تھا

یہ اور بات کے موج علم کی نذر ہوئے
ہمارا کام ہوا میں دیئے جلانا تھا

یہ جرم ٹھہرا کہ ہم نے دعائیں مانگی تھیں
خلافِ مرضیٔ قاتل نہ لب ہلانا تھا

سلی ہوئی تھی زباں اور بندھے ہوئے تھے قدم
مزاج شہر کا ہر چند باغیانہ تھا

عداوتوں میں تھے پنہاں خلوص کے رشتے
حریفِ جاں جو بنا یار وہ پرانا تھا

جو ایک حرفِ صداقت زبان سے نکلا
اِدھر تھا ناصؔر تنہا اُدھر زمانہ تھا

اے فضلِ عمرؓ تیرے اوصافِ کریمانہ

مکرم خلیل احمد چوہدری صاحب مرحوم

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لطف و کرم کی یاد کہاں کہاں تک کی جائے۔ اگر جماعت احمدیہ کا ہر فرد حضورؓ سے اپنے تعلق کا فقط ایک ایک واقعہ بھی لکھے تو ان پیاری یادوں کی تعداد لاکھوں نہیں کروڑوں تک پھیل جائے۔ حضورؓ کے زمانہ کے احباب میں سے ہر ایک یہی یقین رکھتا ہے کہ آپؓ سے اس کا ایک خاص تعلق تھا اور آپؓ اس سے بہت پیار کرتے تھے اس لئے کہ آپؓ نے ہمیشہ اپنے غلاموں کیا امیر اور کیا غریب سب سے ایسی شفقت اور ایسی محبت کا سلوک فرمایا جو آج تک دلوں پر نقش ہے۔ اور یہ نقوش مٹائے نہیں مٹ نہیں سکتے اور یہ سلسلۂ محبت و شفقت کا جس کی ابتداء دراصل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید کے احکامات اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات کے بموجب فرمائی آج تک ہم ہر خلیفہ وقت کے وجود میں ظاہر ہوتا دیکھتے آرہے ہیں اور انشاء اللہ خدائے قادر و توانا کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ تا قیامت جماعت احمدیہ کی خلافت میں جاری رہے گا۔ یہ خدائی وعدے ہیں اور انشاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو بدل نہیں سکتی۔ وباللہ العظیم!

اے مصلح موعودؓ! آپ کی یاد سے آج بھی میرا دل کس قدر گریاں ہے اور آنکھ بریاں ہے۔ میرے آقا! جب خدا کو منظور ہوا تو ہم بھی آپؓ سے آملیں گے۔ آمین!

قبولیتِ دعا کا اعجاز

قادیان کی پیاری بستی کی بات ہے۔ مَیں ابھی لڑکپن میں تھا کہ میرے ایک چھوٹے بھائی عزیزم ودود احمد جن کی عمر اُس وقت ایک ڈیڑھ سال کی تھی سخت بیمار ہوگئے۔ والد صاحب محترم حضرت مولوی عطا محمد ؓ (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے حضرت (ڈاکٹر) بھائی محمود احمد صاحب (والد محترم حافظ مسعود احمد صاحب سرگودھا) سے ذکر کیا۔ حضرت بھائی محمود احمد صاحب قادیان کے ایک کنارے میں رہتے تھے اور ہم دوسرے کنارے پر۔ مکرم حضرت بھائی جی اگلے روز نماز صبح کے بعد پیدل چل کر ہمارے گھر آگئے۔ عزیزم ودود احمد کو دیکھا اور ان کے چہرے پر مایوسی تھی اور کہنے لگے مولوی صاحب میں دوائی بھجوا دیتا ہوں مگر بچے کی حالت اچھی نہیں۔ اس کو ڈبل نمونیہ ہو چکا ہے۔ خاکسار حضرت بھائی جی کے ساتھ ہوگیا۔ خاکسار کی عمر اس وقت 18-17 برس تھی۔ اندرون قادیاں اپنے دواخانہ پر پہنچ کر حضرت بھائی جی نے مجھے MB693 کی گولیاں دیں اور بتایا کہ اتنی خوراک کتنے کتنے وقفہ سے دینی ہے۔ خاکسار نے دوا تو لے لی۔ مگر مجھے حضرت بھائی جی کا مایوسی کا اظہار یاد تھا۔ خاکسار دوائی لے کر اپنے گھر نہیں گیا۔ بلکہ سیدھا دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ پہنچا جہاں ان دنوں خاکسار کام کرتا تھا۔ چھٹی کا دن تھا۔ مَیں نے دفتر کا دروازہ کھولا اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پرسنل کال بک کرائی۔ آپؓ گرمیوں کے موسم میں ان دنوں خاندان سمیت ڈلہوزی پہاڑ پر گئے ہوئے تھے۔ جلد فون مل گیا۔ خاکسار نے سلام عرض کی تو حضورؓ ہی فون پر تھے۔ آپؓ نے وعلیکم السلام فرمایا۔ عرض کی حضور! اس طرح میرا چھوٹا بھائی بہت بیمار ہے اور بھائی محمود احمد صاحب نے فکر کا اظہار کیا ہے۔ حضور! اس کے لئے دعا کریں۔ حضور! اس کے لئے دعا کریں۔ آپؓ نے فرمایا مَیں دعا کرتا ہوں تم فوری طور پر MB 693 کی گولیاں لے کر گھر جاؤ اور اتنی اتنی خوراک دینی شروع کرو۔ خاکسار نے آپؓ کے ارشاد کو سن کر پھر عرض کی کہ حضور! آپ دعا کریں۔ آپؓ نے پھر فرمایا کہ مَیں دعا کرتا ہوں تم جلد دوا لے کر گھر جاؤ۔ خاکسار نے آپؓ کا ارشاد سنا مگر پھر تیسری بار عرض کی حضور! آپ دعا کریں۔ اس پر میرے مشفق آقا کی جو حالت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ ایک لمحہ کی خاموشی کے بعد حضور کی دل کی گہرائیوں میں ڈوبی درد سے بھری ہوئی ایک نحیف اور بہت دھیمی سی آواز آئی اور وہ آواز حلق سے نہیں بلکہ جیسے سینے میں دبی ہوئی آواز تھی۔ آپؓ نے اس مرتبہ دوائی کا نہیں فرمایا بلکہ آہستہ سے فرمایا ”مَیں دعا کرتا ہوں“ خاکسار نے اس پر سلام عرض کیا اور فون بند ہوگیا۔ تب مَیں گھر روانہ ہوا۔ آدھے گھنٹہ کے بعد جب گھر پہنچا میرے والد صاحب محترم اور میری والدہ عزیز ودود احمد کے کمرہ کے دروازے میں کھڑے تھے۔ خاکسار نے جاتے ہی پوچھا کہ ودود کا کیا حال ہے۔ تو دونوں خوشی اور خدا کے تشکر کے ساتھ مسکرانے لگے اور فرمایا: ”خلیل احمد! ودود ٹھیک ہوگیا ہے اُس نے بے ہوشی سے اب آنکھیں کھول لی ہیں۔“ تب اس عاجز نے حضورؓ کی دعا کا واقعہ ان سے بیان کیا۔

ایک اور واقعہ اور حضورؓ کی شفقت

قادیان سے ہجرت کے بعد جب لاہور کے قیام کے بعد جماعت ربوہ آگئی۔ مٹی کے کچے کوارٹر اور دفاتر تھے۔ ایسے ہی مٹی کے کچے مکان میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رہائش رکھتے تھے۔ خاکسار کی ایک چھوٹی بہن عزیزہ ذکیہ کی شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ شادی سے ایک دن پہلے خاکسار کو خیال آیا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں درخواست کروں کہ حضور شادی میں شمولیت فرما کر دعا فرماویں۔ حضرت والد صاحبؓ موجود تھے مگر نا معلوم کیوں اس عاجز نے ابا جی سے ذکر ہی نہیں کیا اور ایک چھوٹا سا رقعہ حضورؓ کی خدمت میں بھجوا دیا کہ حضور عزیزہ ذکیہ کی شادی میں شمولیت فرما کر دعا کروائیں۔ کچھ ہی دیر بعد آپؓ کا پیغام زبانی خاکسار کو پہنچا کہ آپؓ فرماتے ہیں۔ ”مَیں آؤں گا“ عصر کا وقت ہوگیا تھا اگلے روز رخصتی تھی۔ اب مجھے سمجھ آئی کہ مَیں یہ کیا کر بیٹھا ہوں۔ ریلوے سٹیشن کے سامنے دو کچے کمرے جن میں خواتین نے آنا تھا۔ میری تو جان پر بن آئی کہ حضور کو کہاں بٹھانا ہے۔ جگہ ہی نہیں۔ یہ عاجز اس وقت سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں کام کرتا تھا۔ بہر حال سوچا کہ میاں محمد حسین صاحب مرحوم مؤذن مسجد مبارک ربوہ (جن کے بیٹے مکرم ممتاز حسین امتیاز صاحب ٹورانٹو میں تھے۔) سے کہہ کر دیکھتا ہوں اگر اتنے سے وقت میں وہ ریلوے سٹیشن اور ہمارے

مکان کے درمیان قنات کی چھوٹی سی چاردیواری بنادیں۔ چند بزرگوں رشتہ داروں کو بھی اطلاع دی اور شمولیت کی درخواست کی۔ شکر ہے خدا کا کہ میاں محمد حسین صاحب مرحوم نے بڑی مہربانی سے میری درخواست پر قنات کھڑی کردی۔

ہجرت کے بعد حالات بہت کسمپرسی کے تھے۔ سوچا کہ کچھ کرسیاں کہیں سے مہیا ہوجاویں مگر یہ بھی مہیا نہ تھیں۔ مرتا کیا نہ کرتا سٹیشن کی اس زمین پر جو اس زمانہ میں باریک پتھروں سے ملی ہوئی ریت اور مٹی تھی اس پر تین چار سفید چادریں بچھوادیں۔ کوئی گاؤ تکیہ بھی گھر میں نہ تھا کہ حضورؓ کی نشست کے پیچھے رکھ دیا جائے۔ بہر حال شادی کے دن آپؓ اپنی موٹر کار میں تشریف لائے اور بڑے آرام سے زمین پر بیٹھ گئے۔ باقی احباب بھی بیٹھ گئے۔ سب سے آخر میں جب یہ عاجز زمین پر بیٹھا تو میرے ہوش اُڑ گئے۔ مَیں سخت افسوس کرنے لگا کہ مَیں نے حضورؓ کو یہاں بلوا کر کیسی بچگانہ غلطی کی ہے۔ کیونکہ جب مَیں زمین پر بیٹھا تو باریک باریک کونے دار پتھر بُری طرح چبھ رہے تھے۔ خاکسار نے حضور کی طرف دیکھا مگر میرے محسن آقا بڑے سکون سے بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر کی گفتگو کے بعد آپؓ نے شادی کے بابرکت ہونے کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی۔

اس تقریب کے بعد آپؓ واپس رخصت ہونے کے لئے اپنی کار کی طرف بڑھ رہے تھے کہ خاکسار نے آگے ہوکر عرض کی کہ حضور! اندر مستورات میں بھی دعا کروادیں۔ آپؓ مکان کے دروازہ کی طرف چل پڑے۔ اب پھر میں مصیبت میں تھا کہ اندر تو کسی کو علم ہی نہیں کہ حضورؓ اندر تشریف لا کر دعا کروائیں گے۔ مَیں نے جلدی میں کھڑکی پر بہت دستک دی مگر اندر کون سنتا؟ شادی کی رونق کا شور تھا۔ چونکہ قادیان کے زمانہ اور ربوہ میں بھی خاکسار کی چھ ہمشیرگان اپنے اپنے سکول کے دَور میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادیوں کے ساتھ پڑھی تھیں، لہٰذا آپس میں بہت دوستی کا تعلق رکھتی تھیں۔ سیّدہ حضرت اُم متین صاحبہ، اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے ان کا بھی بہت پیار کا تعلق تھا۔ اس لئے سیدہ اُم متین صاحبہ بھی عزیزہ ذکیہ کے لئے قیمتی تحفہ لے کر آئی ہوئی تھیں اور حضور ؓ کی بہت سی صاحبزادیاں بھی۔ بہر حال میری تو اندر کچھ نہ سنی گئی میں واپس بھاگ کر حضورؓ کے ساتھ ہوگیا اور آپؓ کے لئے دروازہ کھول دیا۔ میں خود تو پردہ کی وجہ سے وہیں رُک گیا۔ اندر سے فوراً آوازیں آئیں کہ حضورؓ تشریف لائے ہیں اور پھر خاکسار نے سنا حضرت چھوٹی آپا آگے حضورؓ کے پاس تشریف لائیں اور کہنے لگیں: ’’آپ کہاں‘‘ تو آپؓ نے فرمایا: ’’اس لڑکے نے مجھے کہا تھا اندر جا کر دعا کرا دوں۔‘‘ اللہ اللہ کیا شانِ کریمانہ ہے کہ ایک بچے کی درخواست کو بھی نظر انداز نہیں فرمایا۔ اندر حضورؓ کے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ بلکہ یقین جانئے کہ تِل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ گھر میں صرف ایک کرسی موجود تھی مگر اس پر دلہن کو ابھی تیار کیا جا رہا تھا۔ حضورؓ نے کھڑے کھڑے وہاں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرائی اور باہر تشریف لے آئے۔

اب پھر جب واپس جانے کے لئے حضورؓ کار کی طرف بڑھے تو خاکسار ایک اور درخواست لے کر آگے بڑھا اور عرض کی: ’’حضور! رخصتی کے لئے آپؓ کی کار درکار ہے‘‘ میرے ذہن میں تھا کہ حضورؓ گھر جا کر کار واپس بھجوادیں گے۔ مگر اے پسرِ موعودؓ تیری کیا شانِ کریمانہ ہے۔ اُسی وقت اپنے ڈرائیور سے فرمایا: ’’نذیر تم یہیں ٹھہرو۔ رخصتی کے بعد آجانا۔‘‘ اور پھر واپس مڑ کر ریلوے سٹیشن کی دوسری طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ یہ ہمارا گھر تو سامنے ہے ہم پیدل چلے جائیں گے۔ چنانچہ سب موجود احباب حضورؓ کے ساتھ ہوگئے اور ریلوے روڈ کراس کر کے گھر کی طرف چل پڑے۔ یہ ایک ایسا غیر متوقع واقعہ تھا کہ پھر رستہ میں جس نے بھی حضورؓ کو دیکھا قافلہ میں شامل ہوتا گیا۔

ایک تذکرۂ دلنوازی

سیدنا حضرت مصلح موعود ؓ کی یہ کمال شفقت تھی کہ ہر چھوٹے بڑے بلکہ بچوں تک کی بات کو توجہ سے سنتے۔ کسی کو کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ تم کون ہوتے ہو مشورہ دینے والے۔ بچوں کی باتوں کو بھی بڑی توجہ سے سنتے اور ان میں خود بلندی پیدا کرنے کے لئے مناسب نصیحت فرماتے۔ قادیان کے زمانہ کی بات ہے خاکسار نے ایک خواب دیکھا اور حضورؓ کی خدمت میں لکھ دیا۔ اس لئے کہ وہ خواب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت بلند مرتبہ کو ظاہر کرتا تھا اور جماعت سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خواب روزنامہ الفضل میں شائع کروادیا۔

اس عاجز نے کئی اہم موقعوں پر جماعت کے متعلق حضورؓ کی خدمت میں خط لکھے اور ہر ایک موقع پر وہ آپؓ کی مقبولیت کا موجب بنے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ کسی ایک موقع پر بھی آپؓ نے حوصلہ شکنی نہیں فرمائی۔ الحمد للہ، ثم الحمد للہ۔ وگرنہ من آنم کہ من دانم۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا ایک اور واقعہ

1945,46ء میں حضورؓ نے ڈلہوزی میں پہاڑ پر اپنی ایک کوٹھی بنوائی۔ اس کی تعمیر کا کل انتظام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت قاضی عبدالرحیم بھٹیؓ اوورسیئر (دارالبرکات شرقی قادیان) کے سپرد فرمایا۔ کوٹھی کی تکمیل پر اسی سال گرمیوں کے موسم میں حضورؓ وہاں تشریف لے گئے۔ خاکسار اس وقت دفتر ناظر اعلیٰ میں کام کرتا تھا۔ حضورؓ کے دفتر کے عملہ کے ساتھ اس عاجز کو بھی جانے حکم ہوا۔ (الحمدللہ)

جہاں پہاڑ پر حضورؓ کی کوٹھی تھی۔ اس سے فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ نیچے دفتر بنا ہوا تھا۔ آپ ؓ نمازیں خود نیچے آکر پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز ظہر کی نماز کے بعد جب آپؓ واپس جانے لگے تو چلتے ہوئے اس عاجز کو آواز دی ’’خلیل‘‘۔ خاکسار حضورؓ کے ساتھ ہولیا۔ تھوڑا آگے چل کر فرمایا قاضی صاحب (حضرت قاضی عبدالرحیم بھٹیؓ) کو قادیان سے آئے ہوئے بہت عرصہ ہوگیا ہے۔ اب وہ واپس جانا چاہتے ہیں۔ تم ان سے چارج لے لو۔ اور ان سے کوئی مطالبہ نہ کرنا۔ پھر فرمایا کہ مَیں نے اس سے پہلے یہ کام فلاں کے سپرد کیا تھا۔ مگر اس میں اتنا تکبّر ہے کہ اس کی گردن تو میرے آگے بھی نہیں جھکتی۔ اس نے قاضی صاحب کو بہت تنگ کیا ہے۔ آپؓ کے ارشاد کے بموجب خاکسار اسی وقت حضرت قاضی صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور سلام کے بعد حضورؓ کے فرمان کا ذکر عرض کیا۔ حضرت قاضی صاحبؓ اور ہم قادیان میں ایک ہی محلّہ میں رہتے تھے۔ ہمسائیگی تھی۔ خاکسار ان کے گھر جا کر ان کے پوتے نصیر احمد بھٹی مرحوم سے کھیلا بھی کرتا تھا۔ وہ میرے کلاس فیلو بھی تھے۔ جونہی اس عاجز نے اپنی حاضری کا مدّعا عرض کیا۔ حضرت قاضی صاحبؓ نے کسی کو اپنا دیکھ کر اپنی دکھ بھری کہانی سنانا شروع کردی۔ فرمانے لگے مجھے انہوں نے بہت تنگ کیا ہے۔ مجھ سے کوٹھی کے بنوانے کا حساب کتاب مانگتے ہیں۔ حالانکہ میرے اور حضورؓ کے درمیان کوئی حساب کتاب نہیں تھا۔ حضورؓ کے دیئے ہوئے پیسے جب ختم ہوجاتے تھے، مَیں حضورؓ سے عرض کرتا اور آپؓ مزید رقم بھجواتے جاتے تھے۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضورؓ نے مجھے آپ سے چارج لینے کا حکم فرمایا ہے۔ آپ قادیان جا رہے ہیں۔ جو کچھ بھی آپ خاکسار کے سپرد کرنا چاہیں خاکسار کو دے دیں۔ مَیں قربان جاؤں ان بزرگ صحابیؓ کے۔ بڑی شفقت سے

فرمایا:"خلیل! میرے پاس یہ کمرہ ہے۔اس میں تمہارے سامنے چند کدالیں اور ٹوکریاں پڑی ہیں اس کے سوا کچھ نہیں۔" خاکسار نے عرض کی کہ بس چارج ہو گیا۔مَیں حضورؓ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔

چنانچہ دفتر آکر خاکسار نے ایک مختصر سا خط حضورؓ کی خدمت میں لکھا کہ میں نے حضرت قاضی صاحبؓ سے چارج لے لیا ہے۔خاکسار کے اس خط پر میرے پیارے حضورؓ نے چھ سات سطور سیدنا حضرت ام متین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلم سے لکھوائیں اور غیر معمولی طور پر یہ نصائح سبز سیاہی سے لکھی ہوئی تھیں۔افسوس کہ وہ تحریر قادیان سے ہجرت کے وقت خاکسار کے پاس محفوظ نہ رہ سکی۔بہرحال آپؓ کا ارشاد جو خاکسار کو جس طرح یاد ہے، لکھتا ہوں۔آپؓ نے فرمایا:"جزاکم اللہ۔اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ صحابہ کرامؓ حضرت مسیح موعودؑ کی عزت کرو اور جس طرح ہو سکے ان کی خدمت کرو"۔بس اسی موضوع پر بہت پُر اثر تحریر تھی اور دعا دی تھی۔اب اندازہ کیجئے اللہ تعالیٰ کس طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

یہ 1945,46ء کی بات ہے جب خاکسار ابھی 18 برس کا تھا۔15 برس بعد 1960ء میں خاکسار کی شادی ہوئی اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو دو بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا۔خاکسار کینیڈا آ گیا۔حضورؓ کے اس خط کے 45 برس بعد جب خاکسار کی چھوٹی بیٹی عزیزہ امۃ السبوح کے رشتہ کا معاملہ سامنے آیا تو ایک تجویز لندن میں عزیز عبدالسبوح کی طرف سے بھی سامنے آئی۔عزیز عبدالسبوح ایسٹ افریقہ میں پیدا ہوئے بعدہ لندن آکر آباد ہوئے اور وہیں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔خاکسار بالکل ان کی فیملی سے واقف نہ تھا جب ان کی والدہ محترمہ امۃ الودود صاحبہ سے فون پر بات ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی ہیں۔تب مَیں نے ان سے کہا کہ مَیں تو آپ کی ساری فیملی کو قادیان سے جانتا ہوں ہم ایک ہی محلّہ میں رہتے تھے۔آپ کے بھائی میرے کلاس فیلو تھے۔سو، الحمد للہ دعا کے بعد یہ رشتہ طے پا گیا۔حضورؓ کی اس وقت کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ ہی کی اولاد سے یہ فضل فرمایا۔الحمد للہ کہ ان کی شادی کو اب بیس سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے دونوں اللہ کے فضلوں کے وارث ہیں۔الحمد للہ ثم الحمد للہ

حضورؓ کا اپنی آخری علالت میں محترم والد صاحب کو یاد فرمانا

جب حضورؓ اپنی آخری علالت میں جابہ میں مقیم تھے۔محترم مکرم صاحبزادہ حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ) نے بیان فرمایا کہ کل میں جابہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔کہ حضورؓ نے فرمایا: "ہمارا کھباڑ کہاں ہوتا ہے" حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ بیان فرمایا کہ مَیں حضورؓ کی بات کو سمجھ نہیں سکا اور خیال کیا کہ شائد بیماری کی حالت میں حضورؓ کوئی ایسی بات فرما رہے ہیں جو مَیں سمجھ نہیں رہا۔لیکن فرمایا کہ مَیں بار بار غور کرتا رہا کہ حضورؓ نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔فرماتے ہیں کہ جابہ سے واپسی پر بھی مَیں سوچتا رہا۔پھر معاً مجھے ساری بات سمجھ آ گئی کہ اوہ! آپؓ تو مولوی عطاء محمد صاحبؓ کو یاد فرما رہے تھے۔خاکسار کے والد محترمؓ قادیان میں ہاکی اور فٹ بال کے اچھے کھلاڑی تھے۔اور ہاکی دائیں ہاتھ سے اور بائیں ہاتھ سے بھی کھیل لیا کرتے تھے۔اس طرح مقابلہ کی ٹیم کے کھلاڑیوں پر ایک قسم کی فوقیت حاصل تھی اور اس وجہ سے قادیان کے زمانہ سے ہی کھیل کے تعلق میں آپ کا نام "کھباڑ" پڑا ہوا تھا۔چنانچہ ربوہ واپس پہنچ کر صاحبزادہ حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ نے خاکسار کے والد محترمؓ سے یہ سارا واقعہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ حضورؓ آپ کو یاد فرما رہے تھے۔آپ جابہ میں حضورؓ سے ملکر آئیں۔

چنانچہ حضورؓ کی آخری علالت میں محترم والد صاحب کو اس طرح جابہ میں حضورؓ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔الحمد للہ ثم الحمد للہ۔یہ اللہ تعالیٰ کی عنایات ہیں اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقت۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ اعجاز

جب ملک کی تقسیم ہوگئی تو پہلے یا دوسرے ہفتہ میں ہی حضرت میاں صاحبؓ نے خاکسار سے فرمایا کہ آپ اور آپ کے والد صاحب تو انجمن میں کام کرتے ہیں۔آپ تو یہیں رہیں گے۔مَیں ٹکٹ بنوا دیتا ہوں آپ اپنی فیملی اور والد صاحب اور دیگر کو پاکستان بھیج دیں۔جہاں جانا چاہیں لاہور یا کسی اور جگہ۔خاکسار کے لئے اچانک یہ بات پریشان کن تھی۔خاکسار نے عرض کی: "نہیں! سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم قادیان سے جائیں۔" اس وقت مجھے حالات کا اندازہ نہیں تھا۔مَیں نے عرض کیا کہ ہم قادیان سے نہیں جائیں گے۔تو حضرت میاں صاحبؓ خاموش ہو گئے۔ابھی ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ حالات بہت جلد خراب ہونا شروع ہو گئے۔مجھے بھی اس کا ادراک ہوا تو خاکسار نے حضرت میاں صاحبؓ سے عرض کیا کہ مجھے پاس بنوا دیں تا کہ مَیں اپنی فیملی والدہ صاحبہ اور بھائیوں کو پاکستان بھجوا دوں۔آپؓ نے پاس بنوا دیا۔خاکسار نے اس وقت جو ٹرکوں میں لوگ آتے تھے ان میں والدہ صاحبہ اور بھائی بہنوں کو بھجوا دیا۔میری ایک بہن جن کی ٹانگ میں فریکچر تھا اور پلاسٹر چڑھا ہوا تھا۔ٹرک میں نہیں بیٹھ سکتی تھیں وہ پیچھے رہ گئیں۔ان کی عمر دس سال تھی۔ان کا نام ذکیہ بیگم تھا۔بعد میں ان کی شادی مکرم قریشی محمد اکمل صاحب گول بازار ربوہ والے سے ہوئی تھی۔قادیان میں اس بہن کے سَر کے تمام بال اسی غم میں بہت جلد سفید ہو گئے تھے۔بعد میں جب ربوہ آ گئیں تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ کیا یہی وہ لڑکی ہے جس کے بال قادیان میں پیچھے رہ جانے کے غم میں سفید ہو گئے تھے۔ہم نے کہا جی حضور! عجیب نظام ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جب پھر سے وہ فیملی میں رہنے لگی تو دو تین سال میں ہی اس کے بال دوبارہ سیاہ ہو گئے۔خاکسار کو یقین ہے کہ دراصل حضورؓ کی دعا کی وجہ سے ایسا ہوا تھا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پیغام

خاکسار آخر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پیغام پر اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہے جو حضورؓ نے قادیان سے ہجرت کے موقع پر 1947ء میں جماعت کے نام ارشاد فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کے قدم کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھے۔سلسلہ کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔اسلام کی آواز پست نہ ہو۔خدا کا نام ماند نہ پڑے۔قرآن سیکھو اور حدیث سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور خود عمل کرو اور دوسروں سے عمل کراؤ۔زندگیاں وقف کرنے والے ہمیشہ تم میں ہوتے رہیں۔....

خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حُسن اور تقویٰ تمہارا لباس ہو۔خدا تمہارا ہو اور تم اُس کے ہو۔آمین"

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ، 11 نومبر 1965ء)

ہتھیاروں کے استعمال سے گریز

مکرم طارق حیدر صاحب

جماعت احمدیہ عالمگیر نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں ''امن کا راستہ'' کے عنوان سے ایک بین الاقوامی تحریک کا آغاز فرمایا ہے جو نو نکات پر مشتمل ہے ان نکات کو سمجھنا اور سچے دل سے انسانیت کو امن کے اس راستے کا پیغام دینا ہی دراصل احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا بنیادی مقصد ہے۔چنانچہ درج ذیل مضمون اس سلسلے کی ایک کاوش ہے، جس میں ہتھیاروں کے استعمال سے گریز پر اسلامی نقطۂ نظر جاننے کی کوشش کی ہے۔

ہتھیاروں کے منافع کا خاتمہ اسی وقت ممکن ہے جب ان کے استعمال سے گریز کیا جائے اور یہ تب ہوگا جب انسان محبت اور باہمی رواداری سے رہتے ہوئے ایک وسرے کے حقوق کا خیال رکھے، ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی اپنے تئیں عدل پر قائم رکھنے والا بن جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ج فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰهِ ج فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَo

(سورۃ الحجرات 10:49)

ترجمہ: اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

دنیا میں حقیقی اور دیرپا امن کا قیام اسلام کی اصل تعلیمات کو بالائے طاق رکھ کر حاصل کرنا ممکن نہیں۔ جنگ ہو یا امن اسلام نے کسی موقع پر بھی بلا جواز ہتھیار جمع کرنے کی نفی کی ہے۔

آنحضور ﷺ کی آمد کے دو بڑے مقاصد ہیں، اوّل مقصد انسانوں کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور دوسرا یہ کہ انسانیت کی توجہ ایک دوسرے کے حقوق کی تکمیل کی طرف مبذول کروانا۔ بحیثیت مسلمان، ہم خوش قسمت ہیں کہ قرآن نے ہمیں بتایا ہے کہ ہماری تخلیق کا بنیادی مقصد اپنے خالقِ حقیقی کی عبادت ہے نہ کہ ہتھیاروں کو زیب تن کر کے میدان جنگ میں اترنا غزوہ بدر اسلام اور کفر کا اہم ترین تصادم ہے اس سے دنیا پر واضح ہو گیا کہ نصرتِ الٰہی کی بدولت مومنین اپنے سے کئی گناہ بڑی اور ہتھیاروں سے لیس فوج کو شکست دے سکتے ہیں اس جنگ کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں نے بہت نظم وضبط سے دشمن کا مقابلہ کیا اور اپنی صفیں نہیں ٹوٹنے دیں اور یوں مسلمانوں کے تقویٰ اور اطاعت رسول کی وجہ سے ان کی برتری روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی اور کفار کے حوصلے پست ہوئے۔ جب کے مسلمانوں کا اللہ پر توکل بہت بڑھ گیا۔

پھر ایک ایسی مثال جو دنیا میں کہیں نظر نہیں آئے گی وہ صلح حدیبیہ کی ہے۔ جب قریش کی سخت اور کڑی شرطوں پر مسلمان اپنی ذلت محسوس کرنے لگے اور بعض نے ان شرطوں کو نہ ماننے کا اظہار بھی کیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے جو اس کامل یقین پر قائم تھے کہ فتح انشاء اللہ مسلمانوں کی ہے۔ اور یہ اس سمیع وعلیم خدا کا وعدہ ہے کہ فتح یقیناً اے محمد ﷺ تیری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیری دعاؤں کو سنا ہے اور ان کی قبولیت کا وقت قریب آرہا ہے، ان تمام شرائط کو قبول کیا اور صحابہ کو بھی یہ تعلیم دی کہ اسلام کی فتح جنگوں سے نہیں بلکہ صلح صفائی اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے آپؐ کی سنت کے بارہ میں پوچھا تو آپؐ نے اور بہت سارے امور کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ:

والحب اساسِی اور محبت میری اساس، والعِلم سلاحِی اور علم میرا ہتھیار، والصبر رِدائی اور صبر میری چادر، والجِھاد خلقِی اور جہاد میرا خلق ہے۔ (الشفا القاضی عیاض بن موسیٰ، صفحہ 81)

یعنی میرے آقا ﷺ کا خلق محبت، علم اور صبر کے ہتھیاروں سے لیس تھا جس نے اسلام کو ہر میدان میں لازوال کامیابیاں عطا فرمائیں۔ مکہ کی عظیم الشان فتح بغیر ہتھیاروں کی جنگ تھی جو محبت اور صبر کے ہتھیار سے جیتی گئی اس شاندار فتح میں چند کے علاوہ کوئی قتل نہ ہوا۔ فتح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو عام معافی دے دی۔ بہت سے اہل مکہ مسلمان ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شرک نہ کرنے، زنا نہ کرنے اور چوری نہ کرنے کی تاکید پر بیعت لی۔ اور انہیں اپنے اپنے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا۔ مکہ کی فتح عرب سے مشرکین کے مکمل خاتمے کی ابتدا ثابت ہوئی الغرض اسلام کسی زمانے میں بھی بزور شمشیر نہیں پھیلایا گیا، بلکہ اس کے برعکس دعا، محبت اور کمال صبر کے ہتھیاروں سے مخلوق خدا کے دل جیتے گئے اور ازلی دشمن آپس میں بھائی بنائے گئے۔

اس آخری زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مذہبی امور میں آزادی ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا اِکراہ فِی الدِین کہ دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔ اس قسم کا فقرہ انجیل میں کہیں بھی نہیں ہے۔ لڑائیوں کی اصل جڑ کیا تھی، اس کے سمجھنے میں ان لوگوں سے غلطی ہوئی ہے۔ اگر لڑائی کا ہی حکم تھا تو تیرہ برس رسول اکرم ﷺ کے تو پھر ضائع ہی گئے کہ آپؐ نے آتے ہی تلوار نہ اٹھائی۔ صرف لڑنے والوں کے ساتھ لڑائیوں کا حکم ہے۔ اسلام کا یہ اصول کبھی نہیں ہوا کہ خود ابتدائے جنگ کرے۔ لڑائی کا کیا سبب تھا، اسے خود خدا نے بتلایا ہے کہ ظلِموا۔ خدا نے جب دیکھا کہ یہ لوگ مظلوم ہیں تو اب اجازت دیتا ہے کہ تم بھی لڑو۔ یہ نہیں حکم دیا کہ اب وقت تلوار کا ہے، تم زبردستی تلوار کے ذریعہ لوگوں کو مسلمان کرو بلکہ یہ کہا ہے کہ تم مظلوم ہو۔ اب مقابلہ کرو۔ مظلوم کو تو ہر ایک قانون اجازت دیتا ہے کہ حفظ جان کے واسطے مقابلہ کرے۔''

(البدر۔ جلد2، نمبر2 مورخہ 23 جنوری 1903ء)

آپ مزید فرماتے ہیں:

''جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے وہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں خوب یاد رکھیں کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اپنے ثمراتِ انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے اور آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہوگئیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ نبی ہیں اس لئے آپ کی تعلیمات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آئندہ جب اسلام ترقی کرے گا تو اس کی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور۔''

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 73-74)

اس زمانہ میں بھی اب انشا اللہ اسی طرح ہوگا لیکن یہ بات مسلمانوں کو بھی سمجھنی چاہئے کہ اسلام کی فتح تو ضرور ہوگی لیکن زورِ بازو سے اور ہتھیاروں سے لیس ہو کر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوگی، صرف منہ سے کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کے احکامات پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو کر تمام دینا کو بے جا ہتھیاروں کی دوڑ سے نکال کر امن اور سلامتی کا راستہ دکھلانا اور اسلام کی جو تصویر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچی ہے اس کو لے کر اسلام کے امن اور آشتی، صلح اور صفائی کے پیغام کو ہر جگہ پہنچانا اور دنیا میں یہ منادی کرنا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اپنی حسین تعلیم سے دنیا میں پھیلا ہے۔ آج ایک احمدی کی اولین ذمہ داری اور فرض ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ کام نہیں کہ دنیا میں فتنہ وفساد پیدا کر کے اپنے حقوق کے لئے جنگ لڑیں۔ ہمارے پر ظلم دین کی وجہ سے ہو رہے ہیں اس کے علاوہ تو اور کوئی وجہ نہیں۔ اور دین کی خاطر لڑائیوں سے ہمیں اب زمانے کے امام نے روک دیا ہے۔ دعا ایک ہتھیار ہے اور بہت بڑا ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح انشاء اللہ تعالیٰ ہونی ہے اور ہوگی۔ ہمارا اصل مقصد خدا تعالی کی رضا کا حصول ہے۔ جس کے لئے نیکیاں تو بجالائی جاتی ہیں لیکن فتنہ وفساد اور علو سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ط (سورۃ القصص 84:28)

یعنی یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم ان لوگوں کے لئے بناتے ہیں جو نہ تو زمین میں اپنی بڑائی چاہتے ہیں اور نہ ہی فساد کرتے ہیں۔

پس جب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے آخرت پر یقین رکھنے والوں میں شامل کیا ہے تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی بھی قسم کے علو اور فساد سے ہم کام لیں، قانون کو اپنے ہاتھوں میں لیں۔ انسانیت کی خدمت سے انکار کر دیں۔ دوسروں کو ذلیل کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہ تقویٰ کے خلاف ہے اور تقویٰ ہی ایک مومن کا مقصود ہے اور ہونا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالی یہ وعدہ فرماتا ہے کہ:

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ (سورۃ القصص 28: 84)

یعنی آخری انجام متقیوں کا ہی ہے۔ فساد کرنے والوں کا نہیں۔ ہر مذہب کے ماننے والے مخالفین کے حملوں اور زیادتیوں اور ظلموں کی وجہ سے یہی سمجھتے رہے۔ بعض دفعہ ایسے حالات آئے کہ سمجھنے لگے کہ ہم اب ختم ہوئے کہ اب ختم ہوئے۔ اور بعض دفعہ جب امتحان اور ابتلاء لمبا ہو جائے تو بعض سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں بھی دنیا داری کے داؤ پیچ استعمال کرنے چاہئیں لیکن الٰہی جماعتیں ایسا نہیں کرتیں۔ بعض لوگ مجھے خط بھی لکھ دیتے ہیں کہ اب اتنا صبر اچھا نہیں ہے ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے جیسے کہہ دیا کہ جنگ اور فساد ہمارا مقصد ہی نہیں ہے۔ ہم نے اس زمانے کے امام کو مان لیا۔ جب مان لیا تو وہ جو کہتا ہے اس پر حرف بحرف چلنا ہے۔'' (خطباتِ مسرور۔ جلد ہشتم، صفحہ 522)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے ہوں اور دوسرں کے لئے ہدایت اور انصاف کا نمونہ بننے والے ہوں۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا احمدیہ گزٹ کینیڈا کے بارہ میں اظہارِ خوشنودی

نومبر کا شمارہ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس شمارہ کی تیاری میں حصہ لینے والوں کو اجر دے اور احمدیہ گزٹ کے قارئین کو ایمانی اور علمی ترقیات دے اور ہمیشہ آپ لوگوں کا والی بنا رہے۔ آمین

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

پڑ جائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے
سر زد نہ ہو کوئی بھی شرارت خدا کرے

حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے
حاصل ہو مصطفیٰؐ کی رفاقت خدا کرے

مل جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے
چمکے فلک پہ تارۂ قسمت خدا کرے

ٹل جائے جو بھی آئے مصیبت خدا کرے
پہنچے نہ تم کو کوئی اذیت خدا کرے

منظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے
مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے

راضی رہو خدا کی قضا پر ہمیش تم
لب پر نہ آئے حرفِ شکایت خدا کرے

احسان و لطف عام رہے سب جہان پر
کرتے رہو ہر اِک سے مروت خدا کرے

بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب
بڑھتا رہے وہ نور نبوّت خدا کرے

تم ہو خدا کے ساتھ، خدا ہو تمہارے ساتھ
ہوں تم سے ایسے وقت میں رخصت خدا کرے

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ جنوری 1955ء)

خدا تعالیٰ ہمیں کینیڈا کیوں لایا؟

احباب جماعت میں سے بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بہتر معاشی حالات اور اچھے مستقبل کے لئے کینیڈا آئے ہیں۔ شاید ہم اچھے گھروں، اچھی گاڑیوں، اچھے روزگار اور پُر امن ماحول وغیرہ کی خاطر یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے یہاں آنے کی یہی غرض ہے۔

گو یہ سب چیزیں خدا تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے تاہم یہ ہمارے یہاں آنے کا اصل مقصد نہیں۔ ہمارے یہاں آنے کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو پورا کرنا ہے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تھا کہ:

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔''

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے پاکستان اور بعض دوسرے ممالک میں ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ احمدیوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنے کام، کاروبار اور گھر بار چھوڑ کر مغربی ممالک میں پناہ لینی پڑی۔ اس طرح احمدی دنیا کے کونے کونے میں بکھر گئے تا کہ زمین کے کونے کونے میں پہنچ کر اسلام کا پیغام پہنچایا جا سکے۔

ہمارا کینیڈا آنا بھی اس سلسلہ کی ہی ایک کڑی ہے۔ **خدا تعالیٰ ہمیں یہاں اپنے وعدہ کی تکمیل کے لئے لایا ہے۔ یہاں آنے سے جو دنیوی اور مادی فوائد ہمیں حاصل ہو رہے ہیں وہ محض خدا کا فضل ہے۔ ہمارے یہاں آنے کی اصل غرض مسیح پاک علیہ السلام کی تبلیغ جو حقیقی اسلام کی تبلیغ ہے، کو کینیڈا کے کونوں کونوں تک پہنچانا ہے۔ لٰہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے یہاں آنے کے اصل مقصد کو یاد رکھیں۔ اور اسلام کے سفیر بن کر ایک ایک کینیڈین کو اسلام کو پیغام پہنچائیں۔**

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد رکھیں کہ وہ ہمیں امن آزادی اور خوشحالی کے ممالک میں لایا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا اس رنگ میں شکر ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ہر ہفتے میں ایک دن تبلیغ کے لئے وقف کریں۔

پیغام پہنچانے کا مؤثر ترین طریق انفرادی تبلیغ ہے۔ جماعت کے مربیان کرام اور عہدیداران شعبہ تبلیغ کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ جماعتوں میں تبلیغی کلاسز لگائیں اور احباب کو انفرادی تبلیغ کی ٹریننگ دیں۔

آیئے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جماعت کو اپنا نام پیش کریں اور اس غرض کو پورا کرنے کا پہلا قدم جلد اٹھائیں جس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا کے بہترین ملک کینیڈا میں لایا ہے۔

(شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا)

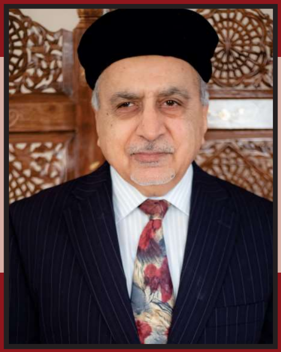

جنگِ عظیم کے شہداء کی یادگار منانے کا دن

Muslim for Remembrance

نمائندہ خصوصی: محمد اکرم یوسف

گذشتہ نو سال سے جماعت احمدیہ کینیڈا جنگِ عظیم میں جانیں قربان کرنے والے سپاہیوں کی یاد میں اپنے ہم وطنوں کے ہمراہ اکتوبر کے آخری ہفتہ سے 11 نومبر تک ان کی یاد مناتی ہے مرد خواتین اور بچے گلِ لالہ Flower Poppy اپنے سینے پر سجا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ مئی 2017ء میں حضور انور نے ازرہ شفقت تمام ممالک میں جماعتوں کو مقامی حالات کے مطابق اس دن کو Muslim for Remembrance کے نام کے تحت شامل ہونے کی منظوری عطا فرمائی لہٰذا سال 2018ء میں کینیڈا کے علاوہ بیلیز، آسٹریلیا، یوکے، بیلجیئم، فرانس، ہالینڈ، اٹلی، فرنچ گی آنا، نیوزی لینڈ اور امریکہ نے بھی حصہ لیا۔

اِس سال کینیڈا کی تمام بڑی جماعتوں بیری، بریڈفورڈ، بریمپٹن، کیلگری، ایڈمنٹن، لائیڈمنسٹر، مانٹریال، ملٹن، مسی ساگا، آٹوہ، سیسکاٹون، وینکوور اور ونڈسر میں باقاعدہ تقریب کا اہتمام 8 نومبر 2019ء کو نماز جمعہ کے بعد طے ہوا۔

اسی دن قدیم باشندوں کا قومی دن National Aboriginal Veterans Day بھی منایا جاتا ہے۔ مسجد بیت الاسلام میں مکرم مولانا امتیاز احمد سراء صاحب مربی سلسلہ نے خطبہ جمعہ میں اِس دن کی اہمیت کا خصوصی تذکرہ کیا اور بتایا کہ جنگ عظیم اول میں دوسری اقوام کے ساتھ اڑھائی ملین مسلمانوں نے بھی حصہ لیا جن میں سے چار لاکھ مسلمانوں کا تعلق ہندوستان سے تھا۔ نماز جمعہ کے بعد دور و نزدیک سے تشریف لائے ہوئے معزز مہمانوں نے بھی تقریب میں شمولیت کی جن میں وفاقی اور صوبائی وزراء، ممبران پارلیمنٹ، میئر، کونسلرز اور پولیس افسران شامل تھے:

Hon. Deb Schulte M.P. King-Vaughan, Minister for Seniors

Francesco Sorbara M.P Vaughan-Woodbridge Parliamentary Secretary

Hon. Stephen Lecce, Minister of Education Ontario

Hon. Michael A. Tibollo Associate Minister of Mental Health Ontario

Wali Mohamed President Royal Canadian Legion & Royal Air Cadets

Pam Davidson
Vice President Royal Royal Canadian Legion Ontario Command.

Deryn Rizzi
Fire Chief Vaughan

عزیزم فرخ طاہر صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے تقریب کا آغاز کیا۔ تقریب کے انچارج مکرم مبارک مسعود باجوہ صاحب نے جماعت احمدیہ کی طرف سے لینڈ اکنالجمنٹ (Land Acknowledgement) مقامی باشندوں کے ساتھ روایتی نگران کے رشتہ کو قائم رکھنے کے باقاعدہ اعتراف کا بیان پڑھا۔

اِس تقریب کی روایات کے مطابق جنگ کے بارہ میں John McCrae کی لکھی ہوئی مشہور نظم In Flanders Field پڑھی گئی۔

جس کے بعد کینیڈا کا پرچم لہرایا گیا اور حاضرین نے جنگ عظیم کے ان بہادر سپوتوں کے احترام میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کی۔

اِس موقع پر وزیر اعظم کینیڈا اور اونٹاریو کے پریمئر یعنی وزیر اعلیٰ کی جانب سے بھیجے گئے خصوصی پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔ چند معزز مہمانوں نے حاضرین سے خطاب کیا اور Muslim for Remembrance کے لئے جماعت احمدیہ کینیڈا کی کوششوں کو سراہا۔

محترم امیر صاحب کا خطاب

محترم ملک لال خاں صاحب نیشنل امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج ہم سارے کینیڈا میں نویں سالانہ Muslims for Remembrance کا دن منا رہے ہیں، ہمیں اس عظیم مقصد میں شامل ہونے اور ان جوانوں کی حمایت کرنے پر فخر ہے جنہوں نے ہمارے پیارے وطن کینیڈا کے لئے قربانیاں دیں۔ جنگِ عظیم اول کی تباہ کاریوں کے بعد گل لالہ کا سرخ رنگ ہمیں ان سپاہیوں کے خون کی یاد دلاتا ہے جو دنیا میں جابجا ضائع ہوا، اور یہ پھول ہمیں رہتی دنیا تک ان قربانیوں کی یاد دلاتا رہے گا جو ہماری آزادی کی خاطر پیش کی گئیں اور اسی سے متاثر ہو کر John McCrae نے اپنی مشہور نظم In Flanders Fields لکھی۔

آج ہم قدیم باشندوں کا قومی دن بھی منا رہے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں قدیم باشندوں نے کینیڈا اور دنیا کے مختلف حصوں میں ہماری آزادی کے لئے اجتماعی کوششیں کیں اور سینکڑوں نے اس راہ میں اپنی جانیں گنوائیں۔ ہم ان تمام بہنوں اور بھائیوں کے بے حد شکر گزار ہیں۔

Poppy کی مدد سے ہر سال لاکھوں ڈالر جمع کئے جاتے ہیں اور Royal Canadian Legion کے پروگراموں اور خدمات پر صرف ہوتے ہیں۔ کینیڈا کے طول و عرض میں احمدی مسلمانوں کو اس مہم میں شامل ہونے پر فخر ہے۔

محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ میں ایک بار پھر احباب جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک یہ پھول اپنے سینے پر نہیں سجایا تو رضا کاروں سے حاصل کر کے آج ہی اس مہم میں اپنا حصہ ڈالیں۔

آخر میں محترم امیر صاحب نے تمام مہمانوں کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔

نوٹ: نوجوانوں، طلباء اور طالبات سے درخواست کی جاتی ہے کہ Muslim For Remembrance کی مہم میں شامل ہو کر رضا کارانہ کاموں میں حصہ لینے کے لئے ہماری درج ذیل ویب سائٹ پر رابطہ کریں:

http://www.muslimremember.org/

یا مکرم مبارک مسعود باجوہ صاحب سے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔ 416-625-1242

LOVE FOR ALL
HATRED FOR NONE

BAITUL ISLAM MOSQUE
TORONTO, CANADA

BAITUL ISLAM MOSQUE
TORONTO, CANADA

POLICE
POLICE

رپورٹ کارگزاری بابت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نیو مارکیٹ جماعت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نیو مارکیٹ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارک کو اجاگر کرنے اور آپ ؐ کی زندگی کے کچھ پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ نیز مرکزی ہدایت کے مطابق شوریٰ کے ممبران کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

مورخہ 13 دسمبر 2019 ء ساڑھے سات بجے شام بمقام رے ٹوینی ہال نمبر 1 میں مرد حضرات اور ہال نمبر 2 میں خواتین کا انتظام کیا گیا تھا۔

سب سے پہلے نماز عشاء ادا کی گئی۔ مہمان خصوصی مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا نے امامت فرمائی۔

دیگر پروگرام کا آغاز مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب کی صدارت میں ہوا۔ مکرم رانا نذیر صاحب نے قرآن مجید سے سورۃ الاحزاب کی آیات نمبر 22-23 کی تلاوت کی اور ان آیات کریمہ کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ ان آیات کا انگریزی ترجمہ عزیزم سلمان احمد سلمہ نے پڑھ کر سنایا۔

مکرم مطیع الرحمٰن صاحب نے نہایت خوش الحانی سے درثمین سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ کلام جو آپؑ نے رسولِ کریم ﷺ کی مدح میں لکھا ہے، پڑھا۔ اس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

ان اشعار کا انگریزی ترجمہ عزیزم ایقان احمد سلمہ نے کیا۔

بعدہ مکرم احمد تاجور صدیقی صاحب نے ایک حدیث پڑھ کر سنائی اور انگریزی میں اس کی تشریح بھی بیان کی۔

ہمارے مقامی مربی سلسلہ مکرم مولانا ذوالفقار علی صاحب نے رسول کریم ﷺ کی غیر مسلم اقوام کے ساتھ وسیع القلبی اور شفقت کے اعلیٰ معیار کے طرزِ عمل کے مختلف واقعات سنا کر ہمیں ان پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

بعدازاں عزیزم شایان قیوم سلمہ نے عربی قصیدہ کے کچھ اشعار پڑھے جن کا انگریزی ترجمہ عزیزم علی چوہدری سلمہ نے کیا۔

پروگرام کے مطابق مہمانِ خصوصی جناب مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب مربی سلسلہ نے رسولِ کریم ﷺ پر تسلسل کے ساتھ درود پڑھنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور ان مقامات کی نشاندہی فرمائی جب ہمارے منہ سے بلاتردد اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ وجود مبارک کے لئے درود شریف کے الفاظ فوراً جاری ہوجانے چاہئیں۔

مہمانِ خصوصی کی تقریر کے بعد مجلس شوریٰ کے ممبران کا انتخاب ہوا۔ مکرم مولانا ذوالفقار علی صاحب مربی سلسلہ نے انتخاب کے عمل کو مکمل فرمایا۔

آخر میں مہمانِ خصوصی نے دعا کرائی۔ احبابِ جماعت کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ مجموعی حاضری 105 تھی۔

خاکسار نے مہمانانِ گرامی اور احبابِ جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ اور شوریٰ کے نمائندگان کے انتخاب کا عمل ٹھیک دس بجے اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: کامران احمد کاہلوں صدر جماعت نیو مارکیٹ)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

ولادتیں

خداتعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مکرم نوشاد احمد صاحب اور محترمہ بشریٰ قدسیہ صاحبہ، سپرنگ ڈیل ایسٹ بریمپٹن کو 2 دسمبر 2019ء کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام ''نائل سلطان احمد'' تجویز ہوا ہے۔ عزیزم نائل سلمہ، مکرم منصور اقبال احمد صاحب مرحوم اور محترمہ سعیدہ اقبال صاحبہ، ایسٹ بریمپٹن کے پوتے اور الحکم اور ہفت روزہ البدر قادیان کے مضمون نگار حضرت محمد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے ہیں۔ اور مکرم امتیاز الحق صاحب اور محترمہ سہیلہ سید صاحبہ ایسٹ بریمپٹن کے نواسہ ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مکرم شیخ سعید احمد عابدؔ صاحب مخلص رضا کار شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ کینیڈا و محترمہ عابدہ سعید صاحبہ، ویسٹن نارتھ کو مورخہ 24 دسمبر 2019ء کو پوتے سے نوازا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام ''انصر احمد'' عطا فرمایا ہے جو مکرم شیخ اعظم سعید صاحب، جنرل سیکرٹری ڈرگ روڈ امارت و محترمہ صبا اعظم صاحبہ کا پہلا بیٹا ہے اور مکرم قاضی عبدالشکور صاحب و محترمہ عالیہ شکور صاحبہ لاہور کا نواسہ ہے۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و سلامتی والی لمبی عمریں عطا فرمائے۔ خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے نیز دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین

دعائے مغفرت

☆ محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ

22 نومبر 2019ء کو محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم حافظ احمد صاحب مرحوم سپرنگ ویلی جماعت 96 سال کی عمر میں وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 24 نومبر کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 25 نومبر کو نیشول قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ مرحومہ نیک صالح، صوم و صلوٰۃ کی پابند، دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت سے صدق و وفا اور محبت کا گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم نوید احمد صاحب سپرنگ ویلی، تین بیٹیاں محترمہ روبیلہ نسرین صاحبہ امریکہ، محترمہ امۃ الباری صاحبہ اوک ول اور محترمہ ثمینہ یاسمین سارہ صاحبہ یوکے یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ وان نے 27 دسمبر 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ روبینہ نسیم احمد صاحبہ

08 نومبر 2019ء کو محترمہ روبینہ نسیم احمد صاحبہ اہلیہ مکرم نسیم احمد صاحب آف ساؤتھ افریقہ 58 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ نے دو بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ، مکرم ڈاکٹر شاہد خلیل ملک صاحب پیس ولیج جماعت، مکرم مبشر خلیل ملک صاحب ملٹن، مکرم امجد خلیل ملک صاحب اوک ول کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ محترمہ صبا خاں صاحبہ

20 نومبر 2019ء کو محترمہ صبا خاں صاحبہ، کراچی میں 54 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ خاتون تھیں۔ خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ مکرم شہباز رسول صاحب بریمپٹن کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔

☆ مکرم میاں مبشر احمد صاحب

25 نومبر 2019ء کو مکرم میاں مبشر احمد صاحب لندن یوکے میں 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، حضرت میاں نذیر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ 1947ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت خاص پر مامور تھے۔ اوائل 1950ء میں لندن آ گئے تھے۔ آپ نیک، صالح، صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور دعا گو بزرگ تھے۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم، مکرم منور احمد صاحب سابق صدر ریکسڈیل کے بڑے بھائی تھے۔

☆ محترمہ خورشیدہ ظفر صاحبہ

12 دسمبر 2019ء کو محترمہ خورشیدہ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ظفر چوہدری صاحب مرحوم آف کوئٹہ حال ربوہ 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ نے دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ، مکرم علی ناظر چوہدری صاحب پیس ولیج سینٹر ویسٹ کی والدہ تھیں۔

☆ محترمہ کلثوم اختر صاحبہ

16 دسمبر 2019ء کو محترمہ کلثوم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم غلام مصطفیٰ احمد صاحب مرحوم ربوہ میں 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ، مکرم طارق محمود صاحب آف میپل کی والدہ اور مکرم ابراہیم محمود صاحب جو حفظ القرآن سکول کے طالب علم ہیں، کی دادی تھیں۔

☆ مکرم ناصر احمد صاحب

23 دسمبر 2019ء کو مکرم ناصر احمد صاحب ربوہ میں 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کو مختلف حیثیتوں سے جماعت میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مرحوم نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ، دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم، محترمہ امۃ القیوم حنا صاحبہ اہلیہ مکرم شفیق احمد قریشی صاحب سیسکاٹون کے والد، مکرم محمد ابراہیم پیس ولیج ویسٹ کے برادر نسبتی اور مکرم محمد نصر اللہ انصر صاحب مارکھم کے بھتیجے ہیں۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت فرمائے۔